امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد ترجمان

اردو ماهنامہ

شریعت

جلد 1 محرم الحرام ۱۴۳۴ھ بمطابق نومبر، دسمبر ۲۰۱۲ء شمارہ 9

ماہنامہ شریعت امارت اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے، جو امارت اسلامیہ کے میڈیا ونگ اور ثقافتی کمیشن کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری کشمکش، حالات و واقعات اور مظلوم مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے بھیانک مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

مدیر اعلی: ولید افغان

نائب مدیر: سلیمان غوری

مجلس مشاورت

- ملا اسد افغان
- شمس ابدالی
- ہارون بلخی
- فرہاد ہروی
- استاد فریدون

عکس درون

- غزہ پر اسرائیلی جارحیت اور امت مسلمہ کی پر اسرار خاموشی 2
- کابل حکومت کی جانب سے قیدی مجاہدین کی پھانسی کے متعلق امارت اسلامی کا اعلامیہ 3
- غزہ پر اسرائیلی وحشتناک حملوں سے متعلق امارت اسلامیہ کا اعلامیہ 3
- غاصبوں نے اپنے منہ سے شکست تسلیم کرلی ہے!!! 4
- ماہنامہ شریعت کی امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد سے خصوصی گفتگو 5
- امریکہ میں علیحدگی پسند تحریکوں کا آغاز 8
- اوبامہ کی جیت 11
- اسلامی نیوز ایجنسی کو ایک افغان پولیس اہلکار کا انٹرویو۔ 12
- افغانستان گزشتہ اکتوبر میں 14
- صوبہ پروان کے جہادی مسوول ملا محمد اسمٰعیل سے گفتگو 17
- امریکہ میں سینڈی طوفان 19
- کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں 20
- امریکی جرنیلوں کی ذلت 21
- رواں سال صوبہ پکتیا میں دشمن کے دو بڑے اڈوں کی تباہی 23
- قاری احمد اللہ شہید رحمہ اللہ 24
- بات مان لینی چاہیے ناں! 30
- بے بس و غریب اسیران اسلام 32
- حقیقی حکمران 34
- مغربی کارندے مغربی تہذیب مسلط کرنا چاہتے ہیں 36
- جنگی جرائم (اکتوبر) 38
- اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے 40
- فلسطین پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری اور مسلمان نوجوانوں کا کردار 42

رابطہ کے لیے برقی پتہ:
shariatmagazine@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن ملاحظہ کیجیے:
www.shahamat-urdu.com

قیمت فی شمارہ: 30روپے

سالانہ زر تعاون: 350روپے

سالانہ زر تعاون

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور یورپی ممالک.........40ڈالر

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات..........30ڈالر

بنگلہ دیش...........28ڈالر

ڈیزائننگ: سلمان بدر

اداریہ

غزہ پر اسرائیلی جارحیت اور امت مسلمہ کی پراسرار خاموشی

مدیر اعلیٰ

گزشتہ دنوں غزہ کے نہتے اور مظلوم عوام پر اسرائیل کی جارحیت کے بارے میں آپ پڑھ چکے ہوں گے۔اس اسرائیلی جارحیت میں 150 سے زائد افراد شہید اور 1100 سے زائد زخمی ہوگئے ہیں۔اب اگرچہ حماس اور اسرائیل کے مابین جنگ بندی ہوچکی ہے لیکن یہ جنگ بندی اسرائیلی وزیر دفاع ایہود باراک کے ایک بیان کے مطابق یہ کوئی باقاعدہ جنگ بندی نہیں بلکہ چند سمجھوتے ہیں" ۔ظاہر ہے کہ سمجھوتہ کوئی وعدہ یا معاہدہ نہیں ہوتا اس لئے اسرائیل کوئی بھی اور کسی بھی وقت بہانہ بنا کر ان سمجھوتوں کو پامال کرسکتا ہے۔

قارئین کرام! ایسا پہلی بار نہیں ہوا بلکہ اس سے پہلے بھی سانپ فطرت اسرائیل نے کئی بار فلسطینی عوام پر اس قسم کے حملے کئے ہیں مثلا آج سے چار سال قبل 2008 میں اسرائیل کی یک طرفہ کارروائی میں 1400 کے قریب فلسطینی شہید ہوگئے تھے۔جن میں سے زیادہ تعداد حالیہ حملوں کی طرح بچوں اور خواتین کی تھی۔

عالم میں توازن اور امن برقرار رکھنے کے لئے وجود میں آنے والی تنظیم اقوام متحدہ نے بھی اس ظلم و سربریت پر اپنی روایتی بیان کے سوا کچھ نہیں کیا حالانکہ سب جانتے ہیں کہ وہ مغربی طاقتوں کے اشارے پر "انسانی حقوق" کی معمولی سی خلاف ورزی پر ملک کے ملک ویران کرنے سے بھی نہیں چوکتا لیکن شائد ان کے خیال میں فلسطین انسانوں کی نہیں کسی اور مخلوق کی بستی ہو اس لئے انہوں نے چپ سادھ ہی میں عافیت سمجھی

دنیا میں امن کے خود ساختہ ٹھیکدار مغربی ممالک،اسلام اور مسلمانوں کے دشمن امریکی صدر اوبامہ نے بے بس اور نہتے فلسطینیوں کے قتل عام کی مذمت کرنا تو درکنار تشویش کا اظہار تک نہیں بلکہ اسرائیل نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے اس ظلم و سربریت کی تائید کی اور اس جارحیت کو اسرائیل کے دفاع کا نام دیا۔امریکی صدر نے بجائے اسرائیل کو روکنے کے ترک وزیر اعظم طیب اردگان اور مصر کے صدر محمد مرسی کو فون پر بتایا کہ حماس پر زور ڈالیں کہ وہ اسرائیل پر حملے بند کردے۔اوبامہ کی اس حرکت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا جارحیت کا آغاز حماس نے کیا ہو ،حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ اصل مجرم کون ہے اور جاحیت کی ابتداء کس کی طرف سے ہوئی ہے؟۔

امریکی صدر کی اسی اسرائیل نوازی نے نتن یاہو کو یہ بیان دینے پر جری کردیا کہ " اسرائیلی فوج غزہ پر حملوں کا دائرہ بڑھانے کے لئے تیار ہے" اسی طرح وزیر داخلہ ایلی یشی کا یہ بیان " آپریشن پلرز آف ڈیفنس کا مقصد غزہ کو پتھر کے زمانے میں واپس بھیجنا ہے تب ہی اگلے چالیس تک اسرائیل میں سکون رہے گا" بھی امریکی تھپکی کی عکاس ہے۔

بلاشبہ امریکہ نے تو اپنے بغل بچہ کی سرپرستی ،تعاون اور ہمدردی کا حق ادا کرتے ہوئے معصوم مسلمانوں کے قتل عام پر آنکھیں بند کر رکھی ہیں اور کانوں میں انگلیاں ٹھونس رکھی ہیں کہ کہیں اسرائیلی بمباری میں جھلس جانے والے معصوم کلیوں کی لاشوں پر نوحہ کناں ماؤوں کی چیخیں نہ سنائی دیں۔........لیکن افسوس کہ مسلمان حکمرانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو بے یار و مددگار چھوڑ کر انتہائی بے حسی کا مظاہرہ کیا ہے ،سوائے ترک اور مصری وزیر اعظم کے جنھوں نے بمباری کے دوران ہی غزہ کا سفر کرکے فلسطینیوں کے ساتھ ہمدردی کا مظاہرہ کیا ہے۔

یہ بات درست ہے کہ پوری دنیا میں مسلمان عوام نے احتجاج کرکے بھرپور رد عمل کا اظہار کیا لیکن حکومتی سطح پر دو، تین کے علاوہ کسی بھی مسلم حکمران نے کوئی قابل قدر قدم نہیں اٹھایا۔عوام کے احتجاجی ریلیوں اور مظاہروں سے اگرچہ امت مسلمہ کے جذبات کی عکاسی ضرور ہوئی لیکن جب تک حکومتوں کی جانب سے ٹھوس اور اجتماعی رد عمل کا اظہار نہ کیا جائے تب تک اسرائیل اور اور اس کی پشت پناہ عالمی قوتوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ہم اپنے مسلمان بھائیوں سے عرض کریں گے کہ اگر ہم اپنے اجتماعی مظاہروں کو اسرائیل اور امریکہ کی مذمت کے ساتھ ساتھ مسلمان حکمرانوں پر اجتماعی حکمت عملی اختیار کرنے کے لئے دباؤ کے حربے کے طور استعمال کریں تو اس کا اثر زیادہ ہوگا اور فلسطین کو اسرائیل کے ظلم و ستم سے بچانے اور مسلمانوں کے دیگر بہت سارے اجتماعی مسائل کے حل کے لئے عملی اقدامات کی راہ ہموار ہوسکے گی۔

* * *

کابل حکومت کی جانب سے قیدی مجاہدین کی پھانسی کے متعلق امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

کابل حکومت کی جانب سے پل چرخی جیل میں قید کچھ قیدیوں کے متعلق پھانسی کا فیصلہ کیا گیا ہے۔اور دو دنوں سے ان کی پھانسیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ہم تک معتمد رپورٹیں پہنچی ہیں کہ ان لوگوں کی فہرست میں امارت اسلامیہ سے تعلق رکھنے والے کچھ جنگی قیدی بھی شامل ہیں ۔ جو در حقیقت جرائم کے قیدی نہیں بلکہ جنگی قیدی ہیں۔

چونکہ جنگی قیدیوں کو پھانسی کی سزا دینا تمام انسانی قوانین کے خلاف ورزی ہے اس لیے امارت اسلامیہ کو اس بارے میں فطری تشویش ہے۔

اور اس بارے میں اقوام متحدہ،اسلامی کانفرنس،عالمی ریڈکراس اور تمام دیگر عالمی اداروں اور انسانی درد رکھنے والے اداروں سے مطالبہ کرتی ہے کہ کابل انتظامیہ کو ایسے اقدامات سے روکا جائے۔اس لیے کہ اگر ایسا کوئی منصوبہ ہے بھی تو مذکورہ اداروں کو چاہیے انسانیت دوستی کی بنیاد پر بلاامتیاز خدمت کا ثبوت دینے کے لیے جتنا جلد ہو سکے ایسے اقدامات کا راستہ روکنے میں پورا تعاون کریں۔

اگر واقعتاً ایسا کچھ ہو جاتا ہے اور ہمارے قیدی ساتھیوں کو پھانسی دے دی جاتی ہے تو کابل انتظامیہ،عدلیہ اور اس معاملے سے تعلق رکھنے والے تمام لوگوں کو ایک شدید فطری رد عمل کا سامنا ہوگا اور اس شدید رد عمل کے متعلق کسی کو بھی ہمارے بارے میں اعتراض کا حق نہ ہوگا۔آخر میں تمام ذرائع ابلاغ سے امید ہے کہ ملک کی جیلوں میں قید مظلوم اسیروں کے حق میں آواز اٹھائیں اور ہر فورم تک پہنچا کر اپنی ذمہ داری پوری کریں۔

۷/۱/۱۴۳۴ھ ق

۲۱/۱۱/۲۰۱۲م

غزہ پر اسرائیلی وحشتناک حملوں سے متعلق امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

گذشتہ کئی روز سے غاصب اسرائیلی استبداد، جو در حقیقت خطے میں امریکی فوجی چھاؤنی کی مثل ہے،نے ایک بار پھر سرزمین فلسطین پر وحشناک حملے شروع کر دیے ہیں۔ جس سے اب تک درجنوں فلسطینی مسلمان، مرد، خواتین اور بچے شہید و زخمی ہو چکے ہیں۔امارت اسلامیہ ان حملوں کی شدید ترین مذمت کرتی ہے۔

اسرائیل گذشتہ کئی دہائیوں سے فلسطین کے مظلوم عوام پر ہر قسم کے حملے اور جارحیت کا ارتکاب کرتا چلا آیا ہے،ان کی زندگیاں عذاب بنانے اور مختلف طریقوں سے ان پر چڑھ دوڑنے میں اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑ رکھی ہے۔اور اب تک اس کی طرف سے ہزاروں بے گناہ مسلمان شہید کر دیے گئے ہیں،اور ان کے وسیع علاقے غصب کیے جا چکے ہیں۔

امارت اسلامیہ افغانستان، مسلم امہ اور خصوصاً عالم اسلام کے حکمرانوں سے اس جارحیت کے سدباب اور روک تھام کا تقاضا کرتی ہے۔ اسی طرح حق کے معاونین "چاہے وہ آزاد لوگ ہوں یا خود مختار ممالک،افراد ہوں یا پابندیوں سے آزاد تنظیمیں"ان سے مطالبہ کرتی ہے کہ اسرائیلی مظالم کے خاتمے کے لیے مضبوط مؤقف اور رد عمل اختیار کریں،تاکہ مصیبت زدہ فلسطینی عوام آج کے بعد اپنی سرزمین میں سکھ کا سانس لے سکیں۔

عالمی برادری بخوبی جانتی ہے کہ غاصب امریکہ اسرائیل کے ظالم وجود کا ہمہ پہلو حمایتی ہے اور اس کا یہ عمل ریاستی دہشت گردی کے فروغ میں تعاون کا مظہر ہے۔

لہٰذا اس موقع پر ہم اپنی ہر طرح کی ممکنہ قوت سے مظلوم فلسطینیوں کی مکمل حمایت کا یقین دلاتے ہیں اور اپنی ایمانی اور انسانی ذمہ داری کے ناطے ان کے مسلمہ حقوق کے حصول میں پوری طرح معاون اور دکھ درد میں برابر سرابر کے شریک ہیں، نیز اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس قرارداد پر عمل پیرا ہو جس میں فلسطینیوں کے لیے دارالحکومت بیت المقدس پر مشتمل ایک مستقل ملک کا حق تسلیم کیا گیا ہے۔اسی طرح ہم تمام اسلامی ممالک اور مؤتمر اسلامی سے امید کرتے ہیں کہ وہ اس قضیے کے حل کے لیے عملاً تمام ضروری اور لازمی اقدامات بروئے کار لائیں گے۔

اتوار، 18 نومبر 2012

امارت اسلامیہ افغانستان

غاصبوں نے اپنے منہ سے شکست تسلیم کرلی ہے!!!

سات اکتوبر دوہزار گیارہ افغانستان کی تاریخ میں سب سے بھیانک دن ہے،اس روز امریکی قیادت میں تقریبا پچاس ممالک پر مشتمل منحوس اتحاد نے بہادر مسلمانوں کی سرزمین افغانستان پر جارحیت کا ارتکاب کیا تھا، مسلم افغان قوم پر وحشتناک حملوں کے لیے کمربستہ ہوئے تھے۔اور اپنے ظاہری ہدف[تبدیلیء حکومت] کو ثابت کرنے کے لیے انھوں نے چند بے ضمیر اور کم ہمت کٹھ پتلیوں کے ہاتھوں زمام اقتدار تھمادی تھی۔

تاکہ افغان قوم کو دھوکہ دیا جاسکے کہ انھوں نے افغانستان پر غارت گری آزادی اور جمہوریت کے قیام کے لیے کی تھی۔ مگر افغان قوم جو حملہ آوروں کو اپنی سرزمین سے نکال باہر کرنے کی ایک شاندار تاریخ رکھتی ہے،امیر المؤمنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ کی قیادت میں ان جارحین کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی اور مقدس جہاد کا اعلان کردیا۔

یہ اعلان جہاد سنتے ہی مجاہدین اپنے قابل قدر امیر کی پکار پر میدان جہاد کی طرف دوڑپڑے۔اور ان گیارہ برسوں میں مزاحمت کی عظیم تاریخ رقم کرڈالی،اور ہر قسم کی جدید ٹیکنالوجی، دشمن کے زہریلے اور تباہ کن ہتھیاروں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے رہے۔

نتیجتاً حملہ آوروں کی مائیں اپنے بچوں کے قتل پر چیخ اٹھیں،اور مغربی اتحادی حکام مجاہدین کے ہاتھوں مردار ہونے والے اپنے فوجیوں کی لاشیں اور واجسام دیکھ کر حیرت میں پڑگئے۔

مگر مجاہدین امارت اسلامیہ کی شاندار عملیات "الفاروق" نے نیٹو اور حلیفوں کو اس حد تک مبہوت کردیا ہے کہ انھیں سمجھ میں نہیں آرہا کہ کیا کریں کہاں جائیں اور کیسے جائیں؟

وہ اپنی ان شرمناک ہزیمتوں کو چھپانا چاہتے ہیں مگر چھپا نہیں پارہے۔اسی تناظر میں بروپیر یکم اکتوبر دوہزار بارہ کو برطانوی جریدے گارڈین کے مطابق نیٹو کے جنرل سیکریٹری نے کہا ہے کہ "افغانستان سے نیٹو فوجیں طے شدہ وقت سے پہلے ہی نکال دی جائیں گی اور اعتراف کیا کہ طالبان کی حالیہ حکمت عملی یعنی نیٹو افواج کے اندر سے حملوں نے ہمارے فوجوں کی حوصلہ شکنی کی ہے اور ان کی اس حکمت عملی کے نیٹو افواج پر بہت برے اثرات مرتب ہورہے ہیں جن سے ان کے عزائم پست اور ہمتیں کمزور ہوگئیں ہیں۔

لیکن یہ بیان جاری ہونے کے ایک روز بعد ہی نیٹو کی خاتون ترجمان نے جنرل سیکرٹری کی بعض باتوں کی صحیح تعبیر بیان کرنے کے بہانے اسے توڑ مروڑ کر پیش کیا۔

دوسری جانب امریکی کانگریس میں ری پبلکن پارٹی کے اہم رکن "جان میکن" جو ہمیشہ فوجوں کے افغانستان سے انخلاء کے بارے میں اوباما کے فیصلے پر شدید تنقید یا اعتراض کرتا رہا ہے، نے ایک قدم اور آگے بڑھا یا اور 02 اکتوبر کو MSNBC ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے افسوس بھرے لہجے میں کہا کہ "اگر میں اوباما کی جگہ ہوتا اور مجھے علم ہوتا کہ حالات اس حد تک خراب ہوجائیں گے تو بہت پہلے فوجیں نکال چکا ہوتا۔"

اس سلسلے میں جرمن انٹیلی جنس ادارے، برطانوی لیبر پارٹی اور افغانستان میں نیٹو افواج کے سربراہ جان ایلن کے بیانات بھی عالمی ذرائع ابلاغ میں نشر ہوچکے ہیں۔

اور ان بیانات سے ایسا لگتا ہے کہ ہمارے اور اسلام کے دشمن پاگل ہوگئے ہیں اور سمجھ بوجھ کھو بیٹھے ہیں اور انھیں سمجھ میں نہیں آرہا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے کیے پر پشیمان ہیں، لیکن اب پچھتاوے کا وقت گزر چکا ہے۔اسلام کے عظیم دشمن امریکی سنیٹر جان میکن کے اس بیان (اگر میں اوباما کی جگہ ہوتا اور مجھے علم ہوتا کہ حالات اس حد تک خراب ہوجائیں گے تو بہت پہلے فوجیں نکال چکا ہوتا۔!!!) سے ان کی ناامیدی، ہزیمت، اندرونی ٹوٹ پھوٹ صراحتاً عیاں ہورہی ہے۔

اور بعید نہیں کہ مغرب کے مغرور حکمران اپنے خفیہ اجلاسوں میں یہ کہتے ہوں کہ "اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ یہی حال ہونا تھا تو پہلے سے ہی امارت اسلامیہ کی تجویز مان لیتے" کہ افغان مسئلہ کا واحد حل افغانستان سے بیرونی افواج کا مکمل انخلاء ہی ہے۔

ان شاءاللہ وہ دن دور نہیں کہ دشمن شرمندہ حالت میں وطن عزیز سے بھاگ رہا ہوگا، ندامت سے انگلیاں کاٹ رہا ہوگا اور کہہ رہا ہوگا کہ (اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ یہی حال ہونا تھا تو۔۔۔۔۔!!!)

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں۔

ماہنامہ شریعت کی امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد سے خصوصی گفتگو

امارت اسلامیہ کے کسی کارکن کے لیے یہ ممکن نہیں کہ کسی سے زور زبردستی کوئی نقدی، رقم وغیرہ چھین لے۔

شیعہ سنی کے درمیان جھگڑا پیدا کرکے اسے ہوا دینااسلام کے مفاد میں نہیں۔

محترم ذبیح اللہ مجاہد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
اللہ تعالی آپ کی اور تمام مجاہدین کی حفاظت فرمائے۔ ذیل میں ماہنامہ شریعت کی جانب سے کچھ سوالات ہیں آپ اگران کے جوابات مرحمت فرمائیں توشکر گزار ہوں گے۔

سوال: سب سے پہلے ملک میں جاری جہادی صورتحال پر تھوڑی سی روشنی ڈالیں۔

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! خدا تعالی آپ کو تندرست اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آپ نے موجودہ جہادی صورتحال کے متعلق پوچھا ہے، اس کے جواب میں اتنا کہوں گا کہ الحمد للہ ملک میں جہادی حالات گذشتہ تمام ادوار کے بہ نسبت انتہائی سازگار ہیں اور مجاہدین نہایت قوت کے ساتھ فتح سے بہرمند ہورہے ہیں۔ رواں سال کے الفاروق آپریشن میں دشمن کو انتہائی سخت نقصان پہنچا ہے۔ ملک بھر میں ہزاروں کی تعداد میں ان پر حملے ہورہے ہیں، بھاری مالی اور جانی نقصانات اٹھانے پڑ رہے ہیں، ان کے اہم اور محفوظ فوجی مراکز اور کیمپوں پر انتہائی کامیاب، موثر اور بڑی کارروائیاں ہوئی ہیں۔ جس سے ایک طرف انہیں بھاری نقصانات اٹھانے پڑے ہیں تو دوسری طرف ان حملوں نے ان کی ساری عسکری قوت کو بے بس ذلیل کرکے چھوڑا ہے۔ ان کا سارا عسکری قوت کا غرور خاک میں ملا کر چھوڑا ہے۔ ایسی تباہ کارروائیوں کے باعث ہی دشمن اس بات پر مجبور ہوا ہے کہ ملک کے دیگر حصوں میں جہاں حملے نہیں ہوئے وہاں بھی سینکڑوں کی تعداد میں اپنے انتہائی اہم مراکز اور اڈے خالی کردے اور فرار کی راہ اپنائے۔ اب ملکی اور غیر ملکی دونوں دشمن پورے ملک میں اپنا حوصلہ ہار چکے ہیں، انہیں باہر نکلنے کا راستہ سجائی نہیں دیتا، مسلسل مایوسیوں اور ناکامیوں کے باعث آئے روز ان کے سربراہان تبدیل اور مستعفی ہورہے ہیں۔ پوری طرح بے چینی اور اضطراب کا شکار ہیں۔
دوسری طرف مجاہدین الحمد للہ پوری طرح سے قوی حالت میں ہیں۔ ان کے حوصلے بہت بلند ہیں، نظم وضبط اور ڈسپلن کے حوالے سے بھی پوری طرح منظم ہیں۔ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے میں تمام اہل وطن کو انتہائی قریبی وقت میں فتح مبین کی بشارت دے رہا ہوں۔ ان شاء اللہ اب ہم آزاد ہوں گے اور اسلامی نظام کے سائے تلے سکھ کا سانس لیں گے۔ ان شاء اللہ اب وہ وقت بہت قریب ہے جب ہمارے شہداء کے ارمانوں کی تکمیل ہوگی۔

سوال: امارت اسلامیہ کے مجاہدین کا نظم وضبط کیسا ہے؟

جواب: آپ جانتے ہیں کہ امارت اسلامیہ نے مجاہدین کے لیے چند انتہائی اہم اور مضبوط اصول وضوابط رکھے ہیں۔ اسی لیے تو مجاہدین کی صفیں روز بروز مضبوط ہوتی جارہی ہیں اور ان کی روزمرہ کارروائیوں میں اضافہ ہورہا ہے۔ ان اصولوں میں سب سے پہلے شریعت اور شرعی اصولوں کی مکمل پابندی ضروری ہے۔ امیر کی کماحقہ اطاعت، اپنی جہادی قیادت پر بھرپور اعتماد اور مجاہدین کے درمیان بھائی چارے کی فضاء برقرار رکھنا، ہر معاملے میں دوسرے مجاہد کو خود پر ترجیح دینا، ہر مسئلے میں ایثار واخلاص کے ساتھ مجاہدین امارت کی جانب سے دیے جانے والے لائحہ عمل پر عمل درآمد، اجتماعی طور پر اللہ کی رضا کے لیے ہر کام سرانجام دینا۔ یہ سب وہ اصول وضوابط ہیں جن کی وجہ سے پورے ملک میں پھیلے ہوئے مجاہدین ایک خاندان اور ایک گھر کی طرح رہ رہے ہیں۔ ہماری کوشش جاری ہے کہ ان اصولوں اور قواعد پر عمل درآمد کے حوالے سے اور بھی سختی اور پابندی کی جائے۔ ہر معاملے میں شریعت کے فیصلے کو ترجیح دی جائے۔ البتہ ان معاملات میں ملک کے دینی علماء، مشائخ اور تجربہ کار بزرگوں اور بڑوں کی جانب سے دیے گئے مشوروں اور نصائح پر عمل درآمد کی بھی انتہائی کوشش کی جاتی ہے۔

سوال: سنا ہے مجاہدین کے نام پر کچھ لوگ عوام سے زبردستی نقدی، رقم وغیرہ لیتے ہیں کیا یہ بھی امارت اسلامیہ کے مجاہدین ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا موقف ہے؟

جواب: نہیں بالکل نہیں، وہ لوگ جو مجاہدین کا نام استعمال کرکے لوگوں سے رقم لیتے ہیں اور جہاد کو اپنے دنیاوی مقاصد کے لیے وسیلہ وذریعہ بناتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے امارت کے صفوں میں کسی قسم کی کوئی جگہ نہیں۔ ایسے مجرم علانیہ

طور پر مجاہدین کی صفوں سے نکالے جاتے ہیں اور ان کو ان کے کیے کی بھرپور سزا ملتی ہے۔امارت اسلامیہ کے لائحہ کے شق 71 اور شق نمبر 73 میں اس حوالے سے لکھا ہوا اصول موجود ہے۔شق 17 میں ہے: "امارت اسلامیہ کے مجاہدین کسی سے زور زبردستی عشر، زکوۃ یا چندہ نہ لیں ۔۔۔۔۔۔ شق نمبر 83 میں ہے: "نقد رقم اور پیسوں کے لیے کسی کو اغواء کرنا چاہے کسی بھی عنوان سے ہو ممنوع ہے۔متعلقہ علاقے کے سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ سختی سے اس کا تدارک کرے۔امارت اسلامیہ کے نام پر اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو صوبے کے ذمہ دار ایسے مجرمین کو قیادت کی ہدایت کے مطابق غیر مسلح کر کے سخت سزا دیں"۔ صفحہ 61-62

مندرجہ بالا ہدایات کی روشنی میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین کسی بھی عنوان سے لوگوں سے زبردستی رقم نہیں لے سکتے اور نہ ہی ایسے لوگوں کو امارت اسلامیہ کی صفوں میں چھوڑا جاتا ہے۔یہاں تک کہ ہمارے عام کارکن مجاہدین کو بھی اس بات کا علم ہے کہ اگر اللہ نہ کرے کوئی سربراہ ان کو حکم بھی دے کہ فلاں آدمی کو اغواء کرو اور ان سے رقم لے لو تو عام مجاہد امیر کے اس بات کو خلاف شریعت اور خلاف اصول سمجھے گا۔خود اس پر عمل نہیں کرے گا اور امارت کے بڑوں کو اطلاع کر دے گا۔ایسا آدمی فوراً غیر مسلح کر دیا جائے گا اور کوئی شخص اس کی حمایت نہیں کرے گا۔میں عام مجاہدین سے بھی یہی توقع رکھتا ہوں کہ اگر کسی علاقائی رہنما کے بارے میں ایسی کوئی شکایت مل جائے تو اونچی سطح پر قائدین کو مطلع کریں۔اس سلسلے میں امارت اسلامیہ کا اصول اتنا سخت ہے کہ کرزئی انتظامیہ کے افراد سے بھی تاوان لینا ممنوع ہے۔وہ بھی اگر گرفتار ہو جائیں اور انہیں معافی نہ ملے تو دیگر شرعی سزائیں تو دی جاتی ہیں مگر تاوان لینے کی کسی کو اجازت نہیں۔تو ہم کہہ سکتے ہیں ایسے کاموں کے مرتکب لوگ امارت اسلامیہ کے لوگ نہیں ہیں۔اور اگر مسلح چور اور ڈاکو ایسا کچھ کرتے ہیں یا کوئی اور مجاہدین کے نام پر ایسے ناجائز امور کا مرتکب ہوتا ہے تو ایسے لوگوں کو بھی شرعی سزا دی جاتی ہے۔

سوال: اگر ایسا کرنے والے لوگ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نہیں ہیں تو آپ اس کی روک تھام کیوں نہیں کرتے؟

جواب: امارت اسلامیہ کی عدالتوں اور کمیشنز کو یہ ذمہ دی گئی ہے کہ ایسے قضیے تلاش کریں اور سختی سے اس کا تدارک کریں۔اب بھی مجھے ایسے کئی لوگوں کے بارے میں علم ہے جن پر اس طرح کے الزامات آئے اور انہیں اس کی سزا دی گئی۔ البتہ اس معاملے میں اب بھی بہت سے اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔الحمد للہ امارت اسلامیہ کے سارے مسئولین اس کے لیے پوری طرح تیار ہیں اور انشاء اللہ یقینی طور پر ایسے لوگوں کو گرفتار کر کے اپنے اعمال کی سزا دی جائے گی۔

سوال: بعض اوقات ایسے بم دھماکے ہوتے ہیں جس میں عام لوگوں کو جانی و مالی نقصان پہنچتا ہے تو آپ کے خیال میں یہ کس کی کارروائی ہو سکتی ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب ہم کئی مرتبہ دے چکے ہیں لیکن یہ اہم مسئلہ ہے اس لیے امارت اسلامیہ کا موقف ایک بار پھر آپ کو پیش کروں۔ بعض اوقات جو اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں جن کا اصل ہدف یا تو معلوم ہی نہیں ہوتا یا صرف عام لوگوں کو ہی اس میں نشانہ بنایا جاتا ہے تو اس طرح کی کارروائی کرنے کی کسی کو اجازت نہیں اور نہ ہی کوئی سچا اور حقیقی مجاہد ایسا کر سکتا ہے۔عالیقدر امیر المومنین نے اپنے عید کے پیغامات اور دیگر خصوصی ہدایات میں ملکی عوام کے جان و مال کی حفاظت کو ہر مجاہد کا فرض قرار دیا ہے۔اور ہر مجاہد کو اس بات کا مکلف بنایا ہے کہ اپنی جہادی کارروائیوں کو اس طرح سے ترتیب دیا کریں کہ اس میں ملکی عوام اور دیگر ایسے لوگوں کو جو جنگ میں شریک نہیں ہیں نقصان نہ پہنچے۔ بارودی سرنگوں اور دیگر دھماکوں کے حوالے سے خصوصی طور پر احتیاط سے کام لیا جائے۔

ملکی لوگوں کی زندگیوں کی حفاظت مجاہدین کے لیے اب ایک اہم ہدف ہے۔ ہم شرعی طور پر اس کے مکلف ہیں کہ عام لوگوں کی موجودگی کی صورت میں ان کے جانوں کی حفاظت پر پوری توجہ دیں۔اور محض بے احتیاطی اور لاپرواہی میں ان کو اس عظیم نعمت {زندگی} سے محروم نہ کریں۔ زندگی کی نعمت سے محرومی ایسا نقصان ہے جس کا کوئی نعم البدل یا جبیرہ بھی نہیں۔ یہ نعمت ایک ہی بار ملتی ہے اور ایک بار ضائع کرنے سے ہمیشہ کے لیے ضائع ہو جاتی ہے۔اگر کوئی شخص قصداً ایسی کارروائی کرتا ہے جس سے عام لوگوں کو نقصان پہنچے تو اس کا سخت محاسبہ کیا جاتا ہے۔ہم پھر بھی ان تمام بھائیوں کو جو خود کو اسلام اور اسلامی امارت کے ہدایات کا پابند سمجھتے ہیں مطلع کرتے ہیں کہ عام لوگوں کا بہت زیادہ خیال کریں۔ بارودی سرنگ اور دیگر بارودی مواد دشمن کے لیے ایسی جگہوں پر نصب کریں جہاں دشمن کو تو بھرپور نقصان ہو مگر عام لوگ اس کے نقصان سے بچے رہیں۔خاص طور پر ضعیف العمر افراد ،خواتین اور بچے قربان ہونے سے بچ جائیں۔جہاد واقعتاً بھرپور احتیاط کا تقاضا کرتا ہے ۔ایسے موقع پر مجاہدین دشمن کے کم نقصان پر بھی قناعت کریں،اور جہاں دشمن کے نقصان کے ساتھ عوام کے نقصان کا بھی خوف ہو مجاہدین وہاں حملہ نہ کریں۔تو امید ہے اللہ تعالیٰ کی غیور ذات اس کے بدلے کہیں اور دشمن کے خلاف کارروائی کا موقع دے گی اور اس سے زیادہ نقصان دشمن کو ہو گا انشاء اللہ۔البتہ بہت مرتبہ دشمن بھی عام لوگوں کو قصداً نقصان پہنچاتے ہیں اور پھر ذرائع ابلاغ پر اس کا ذمہ دار مجاہدین کو ٹھہراتے ہیں تاکہ مجاہدین کو بدنام کریں۔ ہمارے پاس ایسے کئی واقعات کے واضح ثبوت ہیں۔

سوال: آپ لوگوں نے اس کی روک تھام کے لیے کیا کیا ہے؟

جواب: میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ امارت

اسلامیہ سے متعلق کسی مجاہد نے ایسا کیا ہے اور عام ملکی لوگوں کے بیچ میں اس نے دھماکہ کیا ہے تو یقینی طور پر وہ شرعی عدالت کے سامنے لائے جائیں گے۔ امارت اسلامی کسی شخص کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دے سکتی کہ عام لوگوں کی زندگیوں سے کھیلے۔ ہماری پوری جنگ عام لوگوں کی زندگیوں کی حفاظت اور ان کی سعادت کے لیے جاری ہے۔ شخصی اور انفرادی عبادات تو ہر شخص کرتا ہے، ہمیں بھی کسی نے انفرادی عبادت سے نہیں روکا لیکن یہ جو جاری جنگ ہے یہ اجتماعی عبادات یعنی اسلام کی حاکمیت اور اعلاء کلمۃاللہ کے لیے ہے۔ یہ عبادت ہم پر لوگوں کی سعادت کے لیے لازم ہوئی ہے اور کفر کے شر سے لوگوں کی حفاظت کے لیے ہم اس جنگ کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ اس لیے ہمارا سب کچھ لوگوں کی خوشحالی کے لیے ہے نہ کہ ان کی بربادی کے لیے۔

سوال: شیعہ سنی اختلافات کو آپ کس تناظر میں دیکھتے ہیں اور اس بارے میں امارت اسلامیہ کی پالیسی کیا ہے؟

جواب: شیعہ سنی کے درمیان لڑائی اور اختلافات پیدا کرنا اور ان کو گرمانا مسلمانوں کے مفاد میں نہیں، امت مسلمہ کو اس وقت کفر کے یلغار کا سامنا ہے۔ اگر اس زمانے میں بھی کوئی اسلامی ملک کے اندر جھگڑے، فساد پیدا کرتا ہے اور گھر گھر دشمنی کی فضا بناتا ہے تو واضح طور پر کہدوں کہ یہ عمل مسلمانوں کے حق میں بہتر نہیں۔ ایسے واقعات سے صرف کفار ہی کو فائدہ ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ قریبی تمام اسلامی ممالک میں اہل سنت اور اہل تشیع مشترکہ زندگی گذارتے ہیں۔ اگر ان کے درمیان جنگ شروع ہو جائے تو اس کا مطلب ہوگا کہ تمام اسلامی دنیا کے ممالک میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ اور ایسی جنگ جس کا کوئی انجام بھی نہ ہوگا۔ انجام اس لیے نہ ہوگا کہ کثرت کے باعث کسی فریق کے لیے دوسرے فریق کا ختم کر دینا اور مٹا کے رکھ دینا ناممکن ہوگا۔ اس لیے یہ ایک بے پایاں جنگ ہوگی جس کے عواقب انتہائی خطرناک ہوں گے۔ آج امت مسلمہ میں مکمل طور پر اتحاد کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے سنیوں اور اہل تشیع کو خاص غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اب امارت اسلامیہ کی واضح پالیسی کی بنیاد پر کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ کسی شخص کو صرف اس لیے کہ وہ شیعہ ہے اس پر حملہ آور ہو اور اسے قتل کرے۔ امارت اسلامیہ امت مسلمہ کی اتحاد کے لیے سرگرم عمل ہے۔ ساری امت مسلمہ کو اس آگ کی فکر کرنی چاہیے جو کافروں نے جلائی ہے جس میں بلا تفریق سارے مسلمان خاکستر ہو رہے ہیں۔

سوال: تو اس سلسلے میں مجاہدین کے لیے کیا ہدایات ہیں؟

جواب: گذشتہ سوال کے جواب میں میں نے مجاہدین کے لئے ہدایات عرض کر دی وہ یہ کہ اسلامی دنیا کو اب مغرب اور کفر کی جانب سے حملے کا سامنا ہے، انہیں چاہیے کہ اپنی ساری قوت جارح قوتوں کے خلاف استعمال میں لائیں۔ تمام اسلامی ممالک کو اپنے اندرونی اختلافات بھلا کر اسلامی وحدت کی راہ اپنائیں اور کفار کے تسلط اور تجاوز کا راستہ روکیں۔ داخلی مسائل میں خود کو مصروف کر کے عالمی مسائل سے غافل نہ ہوں۔ آج کی سب سے بڑی مشکل جوامت مسلمہ کو درپیش ہے وہ امریکی تسلط ہے۔ مسلمانوں کو اس کے مقابلے میں پوری طرح اخلاص کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ اور تمام ایسی رکاوٹیں جو جہاد کی کمزوری کا باعث بنتی ہیں ان کا راستہ روکا جائے۔ اس سلسلے میں شیعہ سنی اختلاف بھی ایک عالمی اور خطرناک مسئلہ ہے۔ کسی حوالے سے بھی اس کو بڑھانے کی ضرورت نہیں اور اس سے متعلق تمام فتنوں کے روک تھام کی ضرورت ہے۔

سوال: عوام سے آپ مجاہدین کے تعلقات کیسے ہیں اور یہ کہ اس تعلق کو آپ کہاں تک ضروری سمجھتے ہیں؟

جواب: عوام کی تکمیل ہم سے ہوتی ہے اور ہم عوام ہی کا ایک الگ نہ ہونے والا حصہ ہیں۔ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ ہماری ساری قربانیاں اور زحمتیں اسی عوام کی سعادت اور آزادی کے لیے ہیں۔ ہم کو انہی عوام کی خاطر جہاد کا حکم ملا ہے۔ اسلام کی حاکمیت انہیں عوام کی حمایت کی بدولت اور انہیں عوام کے لیے مانگتے ہیں۔ اسلامی عدالت بھی عوام کی خوشحالی کے لیے مانگتے ہیں۔ یلغار اور تسلط کے ساتھ پنجہ آزمائی بھی مسلمان رہنے اور مسلمانوں کے بسنے کے لیے ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم عوام ہیں اور عوام ہم۔ امیر المومنین نے اپنے ہر پیغام میں عوام کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا انتہائی صراحت کے ساتھ حکم دیا ہے۔ کہ عوام کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں، ظلم و زیادتی سے بچیں، ان کے حقوق ضائع نہ ہونے دیں۔ کوئی اور ان پر ظلم اور زیادتی نہ کرے۔ مجاہدین کو اپنے عوام کے احسانات نہیں بھولنے چاہیئں۔ جنہوں نے گیارہ سال سے نہ صرف اس جہادی تحریک کو زندہ و تابندہ رکھا ہے بلکہ اور بھی مضبوط کر رہے ہیں۔ اپنے بیٹوں کی قربانی دی ہے۔ گھر اور گاؤں مجاہدین کے لیے بمباری میں تباہ کروائے ان کے عزیز رشتہ امریکی ظلم و ستم کا نشانہ بنے۔ اس عوام کی ناشکری کرنا سب سے بڑی جفاکاری ہے۔ الحمد للہ مجاہدین اور عوام کے درمیان نہ ٹوٹنے والے مضبوط تعلقات ہیں۔ اور اس کی ضرورت بھی انتہائی زیادہ ہے۔ انہی عوام کی مدد سے مجاہدین زندہ ہیں اور ان کی حمایت ہی کی بدولت کفار کو شکست کا سامنا ہے، عوام اور مجاہدین دونوں کو ایک دوسرے کی حمایت سے واقف ہونا چاہیے اور دونوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔

امریکہ میں علیحدگی پسند تحریکوں کا آغاز

ولید افغان

جان کالٹنگ مغربی دنیا کا ایک معروف و مشہور پختہ عمر کالم نویس اور تجزیہ نگار ہے۔ بلاشبہ اس کی شہرت کے اسباب اور بھی بہت سارے ہوں گے لیکن اپنی زندگی میں کرنے والی دو پیش گوئیاں دینے اور پھر ان ہر دو پیش گوئیوں کے سچ ثابت ہونے نے اسے شہرت کے بام عروج پر پہنچا دیا۔ اس کی سچ ثابت ہونے والی ایک پیش گوئی دیوار برلن سے متعلق تھی، اس نے کہا تھا کہ دیوار برلن گرے گی اور ایسا ہی ہوا۔

دوسری سچ ثابت ہونے والی اس کی پیش گوئی روس سے متعلق تھی کہ بہت جلد روس چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ جائے گا اور پھر دنیا نے دیکھا کہ روس مجاہدین افغانستان کے ہاتھوں شکست وریخت کا شکار ہوا۔ اور آج اپنے رستے زخموں کا خون چاٹ رہا ہے۔

جان کی ایک کتاب Fall of the us empire کے نام سے شائع ہو کر منظر عام پر آئی ہے۔ جان اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ امریکہ ایک مایوس کن حالت میں وقت کی آخری دیوار کے ساتھ لگ چکا ہے اور ایک ایسی جگہ پہنچ چکا ہے جہاں سے اس کی واپسی ناممکن دکھائی دیتی ہے۔ وہ مزید لکھتا ہے ”امریکہ 2020 تک اپنی موجودہ صورت پر قائم نہیں رہ سکے گا“۔

جان کالٹنگ ہوں یا کوئی اور، غیب کا علم اللہ تعالی کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ البتہ حالات وواقعات اور اسباب کے پیش نظر، لوگوں کے عزائم وارادے، وسائل اور حوصلے دیکھنے کے بعد اپنے تجربات کی روشنی میں ہر ذی عقل مستقبل کے بارے میں تخمین اور اندازہ لگانے کا اہل ہو سکتا ہے۔ جان کالٹنگ یا کسی دوسرے دانشور کی مستقبل کے بارے میں پیش گوئی اسی قبیل سے ہے۔

اپنے انتہائی مذموم مقاصد کے حصول کی خاطر افغانستان پر بلاجواز امریکی جارحیت کے آغاز پر ہم نے یہی کہا تھا کہ اپنے توسیع پسندانہ اور جنگجوانہ پالیسیاں لے کر حملہ آور امریکہ اپنے اتحادیوں سمیت ایک ناقابل فراموش شکست سے دوچار ہو جائے گا۔ اور یہ بھی ایک دن سوویت یونین کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائے گا۔

افغانستان پر قبضہ جمانے کے بعد جبکہ طالبان بظاہر انتہائی کمزور پوزیشن میں تھے، امریکی فرعونیت کا خوف پوری دنیا پر چھا گیا تھا اور بڑی بڑی طاقتیں لرزہ براندام تھیں۔ لیکن الحمد اللہ، ان حالات میں بھی ایک عام مجاہد سے لے کر امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ تک کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو امریکی طاقت سے مرعوب ہو۔ ان حالات میں بھی وہ اپنی اس بات پر قائم تھے کہ امریکہ ہزیمت سے دوچار ہو کر روس سے بھی زیادہ ٹکڑوں میں بٹے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنے کو بڑا دانشور اور تجزیہ نگار سمجھنے والے اس بات کو خواب وخیال گردانتے اور مجاہدین کی خواہش پر محمول کر کے سختی سے رد کیا کرتے تھے۔ اور کہا جاتا تھا کہ امریکہ ایک ناقابل شکست قوت ہے جس کا مقابلہ کرنے کی باتیں کرنا جنون سے کم نہیں۔

آج وہی امریکہ جسے سب ناقابل شکست تصور کرتے تھے، بری طرح شکست خوردہ ہو کر افغانستان سے بھاگنے کی راہیں تلاش کر رہا ہے اور ایک نہیں، دو نہیں بلکہ 33 بڑی ریاستوں میں بڑے زور شور سے علیحدگی کے مطالبات ہو چکے ہیں اور ان مطالبات میں روز بروز بتدریج اضافہ ہو رہا ہے، خیال کیا جا رہا ہے کہ آئندہ دنوں میں علیحدگی پسند تحریک باقی ماندہ ریاستوں میں بھی سرایت کر جائے گی۔ اس لئے کہ اس دنیا میں مکافات عمل ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، یعنی انسان آج جو کچھ بوتا ہے کل کو اسے وہی کاٹنے کو ملتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ بوئے تو کانٹے ہیں اور خوش بیٹھے ہیں کہ پھول نکل آئیں گے۔

آج امریکہ، برطانیہ اور اس کے دیگر اتحادی پوری اسلامی دنیا کے حصے بخرے کرنے میں مصروف ہیں، مثلاً انہوں نے مسلم آبادی کے لحاظ سے دنیا کے سب سے بڑے ملک انڈونیشیا سے مشرقی تیمور الگ کر کے ایک عیسائی ریاست قائم کر دی۔ سوڈان کو دو حصوں میں تقسیم کر کے بھی لوگ سوڈان میں عیسائی سٹیٹ قائم کرنے کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ عراق، افغانستان اور پاکستان بھی اسی سازش کی زد میں ہیں، ان ممالک کی تقسیم در تقسیم کے منصوبے سامنے آئے ہیں۔

اب طرفہ تماشا دیکھئے کہ عراق، افغانستان اور پاکستان اپنی جگہ پر قائم ہیں لیکن ان ممالک کو تقسیم کرنے کی سازشوں میں مصروف امریکہ، برطانیہ اور اس کے اتحادی ممالک آج مکافات عمل کا شکار ہیں۔ آئے روز علیحدگی پسند تحریکیں زور پکڑتی جا رہی ہیں اور آئندہ برسوں میں دنیا کے نقشے پر انہی کے پیٹ سے کئی نئے ممالک نمودار ہونے کی پیش گوئیاں ہو رہی ہیں۔

۷، نومبر کو جب امریکی صدارتی انتخابات کے نتائج کا حتمی اعلان بھی نہیں ہوا تھا امریکہ کی ایک ریاست ” لوئی زیانا“ کے چودہ ہزار شہریوں نے وفاق سے علیحدگی

کی عرض داشت وائٹ ہاؤس ارسال کی، جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے علیحدہ ہو کر اپنی خود مختار حکومت تشکیل دینا چاہتے ہیں۔

لوئی زیانا کے شہریوں کا یہ مطالبہ بارش کا پہلا قطرہ اور گرنے والی عمارت کی پہلی اینٹ ثابت ہوئی اور ان کی دیکھا دیکھی یکے بعد دیگرے کئی ریاستوں نے آزادی کی پٹیشن دائر کرنا شروع کر دیئے۔ پہلے میڈیا میں خبر آئی کہ پٹیشن دائر کرنے والی ریاستوں کی تعداد بیس ہے جبکہ صرف دو روز بعد یہ خبر آئی کہ قصر ابیض سے علیحدگی کی آزادی کا مطالبہ کرنے والی ریاستوں کی تعداد 33 ہو گئی ہے۔

امریکی قوانین کی رو سے آزادی کا مطالبہ کرنے والے پٹیشنز اس وقت توجہ اور اہمیت حاصل کرتے ہیں جب مطلوبہ پٹیشنز کی تعداد 25ہزار سے تجاوز کر جائے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ امریکی آئین میں ریاستوں کی علیحدگی کی گنجائش موجود ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ اگر ایک ماہ کے اندر اندر کسی بھی ریاست کی درخواست علیحدگی پر 25ہزار افراد نے دستخط کر دیئے تو موجودہ امریکی حکام اور بالخصوص امریکی صدر ان درخواستوں پر غور کرنے کے پابند ہوں گے۔ تادم تحریر سات ریاستوں نے مطلوبہ تعداد کراس کر لی ہے۔ جبکہ دیگر ریاستوں کی جانب سے دستخطوں میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

اس سارے معاملے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ آزادی کے خواہشمند ان ریاستوں نے امریکی الیکشن کے فوراً بعد علیحدگی کی درخواستیں دی ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے انتخابی نتائج کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا اور آزادی کا مطالبہ کر کے اپنے اس واضح رد عمل کا اظہار کر دیا ہے کہ وہ اوبامہ انتظامیہ کے زیر سایہ رہنا نہیں چاہتے اور نہ صرف امریکی حکومت کی پالیسیوں سے نالاں ہیں بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے حقوق کی زبردست پامالی بھی کی جا رہی ہے۔

امریکی انتخابات کے نتائج کا جائزہ لیا جائے تو اوبامہ اور رومنی دونوں صدارتی امیدواروں کو جو ووٹ حاصل ہوئے ان کی تعداد میں کوئی خاص فرق نہیں۔ بارک اوبامہ کو 50.2 فیصد جب کہ شکست کھانے والے مٹ رومنی کو 48.2 فیصد ووٹ ملے۔ یوں دونوں کے درمیان محض دو فیصد ووٹوں کا فرق ہے۔ جیتنے اور ہارنے والے دونوں امیدواروں کو تقریباً برابر ووٹ ملنے اور بھاری اکثریت کا کسی ایک کے پاس نہ ہونے سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ امریکی عوام دو برابر حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ یہی تقسیم آئندہ آنے والی تقسیمات کا پیش خیمہ ثابت ہو جائے گی۔

تجزیاتی رپورٹس کے مطابق جن میں ریاستوں نے آزادی کے لئے درخواستیں دی ہیں انہوں نے حکومتی پالیسیوں پر سخت تنقید کی ہے۔ ان ریاستوں میں رہائش پذیر افراد کے مطابق امریکی معیشت زوال کا شکار ہے۔ انہیں سب سے بڑا اعتراض اس بات پر ہے کہ کھربوں ڈالرز بیرونی جنگوں اور غیر ترقیاتی اخراجات پر اڑائے جا رہے ہیں جس کے نتیجے میں نہ صرف امریکی معیشت خسارے کا شکار ہے بلکہ امریکی حکومت بھی مقروض ہو چکی ہے جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ آج امریکی حکومت کے قرضے 143 کھرب ڈالرز سے تجاوز کر چکے ہیں۔

ان ریاستوں کا وفاق پر یہ اعتراض بھی ہے کہ ان کی توجہ ایجوکیشن اور صحت سے ہٹتی جا رہی ہے اور نوجوانوں کو روزگار دینے میں بھی سستی اور ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے آئے روز بے روزگاری کی شرح بڑھ رہی ہے۔

محترم قارئین کو یاد ہو گا کہ افغانستان میں مجاہدین کے خلاف جنگ نے جب سوویت یونین کو معاشی طور پر کمزور کر دیا تو روسی عوام نے جنگ اور اس پر اٹھنے والے اخراجات کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ یہ صورت حال بالآخر اس نہج پر پہنچ گئی کہ سوویت یونین کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر بکھر گیا۔ آج کئی برس بعد تاریخ نے خود کو دہرا لیا ہے اور اسی صورت حال سے آج امریکہ دوچار دکھائی دے رہا ہے۔ گزشتہ گیارہ برسوں سے امریکہ نے عراق اور افغانستان کی جنگوں اور دیگر اسلامی ممالک میں انتشار اور بدامنی پھیلانے کی غرض سے اپنے کھربوں ڈالرز صرف کئے ہیں۔ جس سے امریکی معیشت بری طرح متأثر ہو چکی ہے۔ اس صورت حال سے امریکی عوام میں غم اور ناراضگی کی ایک لہر اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے وفاق سے علیحدگی کے مطالبات سامنے آنے لگے

اوبامہ نے حالیہ انتخابی مہم کے دوران عالم اسلام کے خلاف جنگوں کو جاری رکھنے کا واضح اشارہ دیتے ہوئے کہا کہ "ہم امریکہ کو مزید محفوظ بنائیں گے" لیکن اوبامہ کے بیان کے برعکس ۳۳ ریاستوں کی جانب سے آزادی کا مطالبہ ثابت کر رہا ہے کہ امریکہ کا مستقبل غیر محفوظ اور اطمنان سے کوسوں دور ہے۔ اس لئے کہ امریکہ میں اس وقت واضح طور پر دو گروپس بن کر سامنے آ رہے ہیں جن کے مؤقف اور مطالبات 180 ڈگری کے فاصلے پر ہیں۔ حالیہ صدارتی انتخابات میں یہ پہلو کھل کر سامنے آیا ہے کہ امریکی معاشرہ ترقی یافتہ اور آزاد خیال کہلانے کے باوجود اندرونی طور پر گروپ بندیوں اور نسلی تقسیم کا شکار ہے۔ امریکہ میں سفید فام اکثریت نے اوبامہ کے مخالف امیدوار مٹ رومنی کو محض اس لئے ووٹ دیئے کہ وہ ملک میں ایک سیاہ فام کو صدر دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ اور سیاہ فام لوگوں کی اکثریت نے اوبامہ کو ووٹ اس لئے دیئے کہ وہ امریکہ میں سفید فاموں کی تسلط سے آزادی اور اوبامہ کو اپنے لیڈر مارٹر لوتر کینگ کے خواب کی تعبیر سمجھ بیٹھے تھے۔

وائٹ ہاؤس کی ویب سائٹ پر آزادی کی پٹیشنز دائر اور ان پر دستخط کرنے والے شہریوں کے خلاف بھی جوابی پٹیشنز کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ ہزاروں افراد نے اپنی پٹیشنز میں امریکہ سے علیحدگی کا مطالبہ کرنے والوں کو ملک بدر کرنے اور ان

کی شہریت منسوخ کرنے کی درخواست کی ہے۔امریکہ کے حوالے سے اس پہلو کو بھی ہر گز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ تقریبا گزشتہ دوماہ کے دوران اسلحہ کی خرید وفروخت میں غیر معمولی اضافہ دیکھنے میں آیاہے ،میڈیا پر شائع ہونے والی ایک رپورٹ میں دیئے گئے اعداد وشمار کے مطابق گزشتہ ماہ یعنی اکتوبر میں اسلحہ کی فروخت میں 18.4 فیصد اضافہ ہواہے۔یہ صورتحال دیکھ کہا جاسکتاہے کہ امریکہ سنہ 1861 کی خطرناک خانہ جنگی کے بعد ایک بار پھر اسی صورتحال سے دوچار ہو کر خانہ جنگی کی لپیٹ میں آسکتاہے۔

ایران کے جوہری پروگرام، عراق اور افغانستان کی بے فائدہ جنگوں میں کھربوں ڈالرز کی لاگت، ہزاروں جانوں کے ضیاع اور لاکھوں کی تعداد میں فوجیوں کی معذوری کے باوجود جنگوں میں ناکامی اور افغانستان کی دلدل سے فوجوں کی انخلاء کے کٹھن مرحلے نے پہلے سے ہی امریکہ کو بہت سارے مصائب ومشکلات سے دوچار کر دیا تھا اور جو کسر باقی تھی وہ سنڈی طوفان، پٹریاس کی سیکس سکینڈل اور علیحدگی پسند تحریکوں نے پوری کر دی۔

صدارتی انتخابات سے کچھ دن قبل آنے والے سنڈی طوفان جس سے لاکھوں افراد متاثر ہوئے، اور امریکہ کو پچاس ارب سے زیادہ مالی نقصان ہوا، انتخابات کے بعد امریکن آرمی چیف جنرل ڈیوڈ پٹیریاس کے سیکس سکینڈل کے ظہور اور اپنے عہدے سے مستعفی ہونا اور اب ۳۳ ریاستوں کی طرف سے آزادی کے مطالبہ نے امریکہ کو ایسے دوراہے پر لاکھڑا کیا ہے جہاں امریکہ کے لئے کوئی فیصلہ کرنا یا ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا ممکن نہیں۔

الجھا ہے پاؤں "یار" کا زلف دراز میں
لو! آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

○ ○ ○

بقیہ از: اوبامہ کی جیت

جسے یہودی صدر بنانا چاہیں۔امریکہ کی سیاست میں دخیل مسلمانوں کا کہنا ہے کہ حالیہ انتخابات میں دونوں حریفوں کے درمیان اصل مقابلہ اس بات کا تھا کہ کون یہودیوں کو خوش کرے گا، اور انہیں یہ احساس دلائے گا کہ وہ ان کے حق میں بہتر ہے۔

شروع میں خود اوبامہ اپنی انتخابی سے مہم سے مطمئن نہ تھے اس لیے کہ اس وقت تک انہیں یہودیوں کی جانب سے کسی قسم کی حمایت کا یقین نہیں دلایا گیا تھا ۔ اوبامہ کی انتخابی مہم میں تیزی اور گرمی اس وقت پیدا ہوئی جب وہائٹ ہاوس کے ایک اعلی یہودی عہدیدار جیک لیو نے اعلان کیا کہ : "اوبامہ اسرائیل کے لیے بہتر صدر ہے۔اس نے ہمیشہ اسرائیل کی حمایت کی ہے"۔اس کے بعد سے اوبامہ کی انتخابی مہم میں تیزی آئی اور یہودیوں نے اس کا ساتھ دینا شروع کیا۔

یہ سب دیکھ کر دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس بات کا اطمینان نہیں رہتا کہ امریکہ اپنی جارحانہ پالیسیوں میں کسی قسم کی تبدیلی لائے گا یا انسانیت دوستی اور احترام ووقار کی بنیاد پر دنیا سے تعلقات استوار کرے گا۔اوبامہ سے یہ توقع ہر گز نہیں کہ وہ جنگ کی آگ بجھادیں گے بلکہ جنگ کی یہ آگ اور بھی بھڑکائی جائے گی اور دنیا میں امن کا خواب اور بھی ناممکن ہوتا جائے گا۔اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی ممالک کے حکمران اب مزید امریکہ کے کٹھ پتلی بننے سے توبہ تائب ہو جائیں، اپنے عوام کی بہتری، خوشحالی اور بہتر مستقبل کے لیے کام کریں۔عالم اسلام کے بہتر مستقبل کے لیے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اللہ تعالی کی جانب سے عطا کردہ انعامات اور بہتر وسائل کو اسلام اور مسلمانوں کی سرخروئی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے بروئے کار لائیں۔

♦ ♦ ♦

بقیہ از: اسلامی نیوز ایجنسی کو ایک افغان پولیس اہلکار کا انٹرویو۔

10 اگست 2012: ایک شخص کا افغانی سپاہی کی وردی پہن کر جنوبی افغانستان میں غیر ملکی افواج پر فائرنگ، جس کے نتیجہ میں 3 امریکی فوجی مارے گئے۔اور ایک ہفتہ کے دوران اس نوعیت کا پیش آنے والا یہ تیسرا واقعہ تھا۔

11 اگست 2012: صوبہ ہلمند میں نیٹو کے تین فوجیوں کا افغان دفاع کاروں کے ہاتھوں قتل اور یہ افغان سپاہی کے ہاتھوں 3 دوسرے غیر ملکی افواج کے قتل کے اگلے روز ہی ہوا۔

13 اگست 2012: ایک افغان سپاہی کی قابض غیر ملکی افواج پر افغانستان میں فائرنگ ایک ہفتہ کے دوران یہ پیش آنے والا پانچواں واقعہ تھا۔
17 اگست 2012: ایک افغان سپاہی نے مغربی صوبہ فراہ میں بندوق سے گولیاں چلا کر دو امریکی فوجیوں کا قتل کر دیا۔اسی طرح افغانستان میں نیٹو اتحاد نے ایسے بہت سے حالات وواقعات کا مشاہدہ اور تجربہ کیا ہے۔

➢ ➢ ➢

تحریر: ظہیر خان

اوبامہ کی جیت

6نومبر کو امریکہ کے صدارتی انتخابات میں اپنے مد مقابل مٹ رومنی کے خلاف اکثریتی ووٹ حاصل کرنے پر اوبامہ اگلے چار سال کے لیے امریکہ کے نئے صدر منتخب ہو گئے ہیں۔

انتخابات میں کامیابی کے بعد اوبامہ نے شکاگو میں اپنے حامیوں کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

امریکہ کا مستقبل بہت تابناک ہو گا۔ ہم آنے والی
نسلوں کے لیے ایسا امریکہ چھوڑ کر جائیں گے جو
دنیا کا محفوظ ترین ملک ہو گا۔ اس کی دفاعی قوت
سب سے زیادہ مضبوط ہو گی۔ یہ ایسا ملک ہو گا جو
جنگوں سے دور ہو گا اور یہاں انسانیت کو آزادی
اور وقار ملے گا۔

جہاں تک عالمی امن اور خصوصاً اسلامی ممالک سے متعلق امریکہ کی پالیسی ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا سوچنا محض خوش فہمی سے زیادہ کچھ نہیں اگرچہ اوبامہ نے اپنے پہلے خطاب میں کچھ مثبت ارادے بھی ظاہر کیے ہیں۔ اور انہوں نے عزم ظاہر کیا ہے کہ وہ امریکہ کی داخلی صورتحال میں مثبت تبدیلی کے ساتھ عالمی امن کے قیام کے لیے اپنی توانائی کے استعمال سے دریغ نہیں کریں گے۔

لیکن امریکہ سے یہ توقع رکھنا خود کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے، کیونکہ امریکہ نے اپنی تاریخ میں جتنی بار دوسرے ممالک پر جارحیت کی ہے اور جتنی بار دوسرے ممالک کے معاملات میں مداخلت کی ہے، ہمیشہ امن اور جمہوریت کے قیام کا عنوان دے کر ہی کیا ہے۔ امریکیوں کے زعم میں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی حملے بھی امن کی جانب قدم تھا۔ اس وقت بھی امریکہ کی زبان پر امن کا نعرہ تھا اس لیے اب کوئی بھی سلیم الفطرت شخص امریکہ کے امن کے نعروں پر یقین کرنے کی بجائے اس سے ڈرتا ہے۔

اوبامہ کا عزم ہے کہ وہ امریکہ کو ایک محفوظ ملک بنائیں گے اور اسے روشن مستقبل اور پوری دنیا میں باوقار مقام عطا کریں گے۔ عزم اپنی جگہ مگر تاریخ کو موڑنا امریکیوں کے بس میں نہیں۔ اگرچہ مبصرین کا کہنا ہے ریپبلکن کے مقابلے میں ڈیموکریٹک زیادہ جنگ پر یقین نہیں رکھتے۔ مگر اب حالات نے انہیں اس بات پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ جنگوں کو وسعت دینے کی بجائے جنگوں کو سمیٹنے کے فلسفے پر عمل کریں۔ امریکہ کی زوال پذیر معیشت میں اب اتنی سکت نہیں کہ وہ جنگوں کو مزید پھیلائے۔

اوبامہ کی یہ خواہش کہ وہ دنیا میں امن کے قیام کی کوشش کریں گے محض دنیا کی نظروں میں دھول جھونکنا ہے کیوں کہ اوبامہ نے اپنی حالیہ انتخابی مہم میں کچھ ایسے انکشافات کیے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سارا امریکہ اس اسلام دشمنی کی پشت پر کھڑا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے نائن الیون کے بعد العیاذ باللہ خانہ کعبہ پر بمباری کا آئیڈیا دے کر اچانک شہرت حاصل کی اور اسلام دشمنی کے باعث اتنے مقبول ہوئے کہ اس نے امریکہ کی تاریخ میں خود کو پہلا سیاہ فام صدر بنا دیا۔ حالیہ الیکشن سے دو دن قبل اوبامہ کی انتخابی ٹیم کی جانب سے شیخ اسامہ بن لادن کے حوالے سے فلم کا اجراء اور انتخاب جیتنے کے چند لمحے بعد ایک مسلمان خاتون عافیہ صدیقی کو ایک یہودی جج کی جانب سے 85 برس قید کی سزا کی توثیق وہ اقدامات ہیں جس کے ذریعے اوبامہ اپنے عوام کو یہ یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ اسلام دشمنی میں بش اور مٹ رومنی سے پیچھے نہیں بلکہ دو قدم آگے ہیں۔

یہ سب واقعات اتفاقیہ نہیں تھے بلکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہ سب کچھ ہوا تاکہ فلم کو دیکھ کر عوام کی رائے اوبامہ کے حق میں ہو جائے۔ اور یہی وجہ تھی کہ انہی اسلام دشمنی پر مبنی اقدامات دیکھ کر لوگوں کا ذہن اوبامہ کی طرف پھر گیا اور وہ انتہائی آسانی سے اتنی اکثریت سے جیت گئے جس کی اسے خود بھی توقع نہ تھی۔

معلوم ہوا کہ امریکیوں کی مجموعی ذہنیت کیا ہے؟ اسلام دشمنی میں وہ سب آپس میں متفق ہیں اس لیے مسلمانوں کو امریکیوں سے کسی خیر کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔

گذشتہ کے مقابلے میں اس مرتبہ اوبامہ کو یہودیوں کی حمایت زیادہ حاصل تھی اس لیے کہ اوبامہ نے اپنی گذشتہ مدت صدارت میں یہودیوں کو خوش رکھا اور انہیں یقین دلایا کہ اوبامہ کا دوبارہ انتخاب اسرائیل کے مفاد میں ہے۔ یہ بات تو اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ امریکہ کا صدر صرف وہی شخص بن سکتا ہے۔۔۔

بقیہ صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمالیں۔

اسلامی نیوز ایجنسی کو ایک افغان پولیس اہلکار کا انٹرویو۔

ہر مسلمان پر ان کو مارنا واجب ہے اس لئے کہ وہ ہمارے دین اور امت کے دشمن ہیں

محمود نامی اہلکار جو کہ محلہ غازی مشرقی افغانستان کے صوبہ کنڑ میں قابض افواج کے خلاف عسکری مرکز میں حملہ کے بعد فرار ہو گیا۔اس کا کہنا ہے کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہونے والے مباحثے کے بعد اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

افغان اسلامک نیوز پریس نے طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے تعاون سے اس سپاہی کا ایک نامعلوم مقام سے ٹیلیفونک انٹرویو لیا ہے۔

محمود کا تعلق صوبہ بلند سے ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ افغان پولیس میں شامل ہونے سے قبل طالبان کے جنگجوؤں میں شامل نہیں تھا اور نہ ہی اس کا ان سے کوئی ربط تھا۔ لیکن وہ پولیس میں اس نیت سے بھرتی ہوا تھا کہ یہاں رہ کر وہ غیر ملکی فوجیوں کو ٹھکانے لگا سکے۔

اس کا کہنا ہے کہ تین ماہ کی تربیت کے بعد اس کو صوبہ کنڑ کے محلہ غازی میں عسکری اڈہ برگام میں ڈیوٹی دی گئی۔ جہاں ایساف افواج کے ساتھ ساتھ افغان نیشنل آرمی اور افغان نیشنل پولیس کے نمائندے بھی ہوتے ہیں۔اس نے مزید کہا ہے کہ برگام کے عسکری مرکز میں جب میر تقرر ہوا تو میں بہت مسرور تھا اس لئے کہ مجھے اس بات کا بہت شوق تھا کہ میں غیر ملکی افواج کو قتل کروں۔اس غرض کے لئے میں نے طالبان سے فون پر رابطہ بھی کیا یہاں تک کہ میں نے جمعۃ المبارک کی رات کو غیر ملکی افواج پر قاتلانہ حملہ کی تیاری کی اور ایک پلان ترتیب دیا اور اس پلان کو میں نے اسی رات ہی سرانجام دے دیا۔اور یہ اس وقت ہوا جب ہمارے مرکز میں ایک بڑے اہلکار کو آنا تھا وہ جیسے ہی وہ ہمارے یہاں آیا میں نے سب سے پہلے غیر ملکی افواج کے دو اہلکاروں کو نشانہ بنایا پھر بقیہ فوج کو نشانہ بنایا۔

اس کے بعد میں عسکری اڈہ سے نکل گیا جبکہ باقی فوج میں سے کسی نے مجھے روکنے کی کوشش نہیں کی اور نہ ہی میرا پیچھا کیا اس لئے کہ وہ سب کے سب غیر ملکی افواج پر میری جانب سے کی جانے والی فائرنگ کی آواز سن کر ہی بھاگ گئے تھے۔

ایک سوال کہ آپ نے اپنے اس پلان کے بارے میں اپنے ساتھیوں میں کسی کو آگاہ کیا تھا؟ کے جواب میں اس نے کہا'' نہیں'' البتہ میں نے اس کے بارے میں صرف طالبان کو ہی آگاہ کیا تھا اور بھی اس وقت جب میرا ان سے فون پر رابطہ ہوا ۔ محمود نے اس بات کا بھی اضافہ کیا ہے کہ پولیس اور فوج میں شامل بہت سے دوسرے لوگوں کی سوچ محمود جیسی ہی ہے یعنی (غیر ملکی افواج کا قتل عام)۔''

میں اکیلا ایسا سوچنے والا نہیں ہوں مجھے اس بارے میں آگاہی دوسرے اہلکار ساتھیوں سے عام بات چیت کے دوران ہوئی۔اسی مقصد کو سامنے رکھ کر افغانوں کی ایک بڑی تعداد فوج اور پولیس میں داخل ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغان نیشنل آرمی اور پولیس کے اہلکاروں نے نہ ہی مجھ پر فائرنگ کی اور نہ ہی میرا پیچھا کیا۔اور میں اس فوجی اڈہ سے باحفاظت نکل گیا۔

اس نے یہ دعوی کیا ہے کہ جب میں امریکی اڈہ سے نکلا تو میری ان طالبان مجاہدین سے ملاقات ہوئی جو کہ اس اڈے کے قریب ہی میرا انتظار کر رہے تھے اور وہ مجھے ایک محفوظ مقام پر لے گئے۔

یہ سوال کہ اس کی اس کاروائی کے بارے میں اس کے گھر والوں کو علم ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ نہیں۔اور جب اس سے پوچھا گیا کہ اس پلان کے نفاذ سے پہلے اس کی کیا سوچ تھی کہ ایسا کرنے کے بعد اس کا انجام کیا ہوگا؟ اس نے جواب دیا کہ مجھ سے میرے بھائی نے واقعہ ہو جانے کے بعد رابطہ کیا تو میں نے اس کو یہ خبر دی کہ میں کئی غیر ملکی فوجوں کو قتل کر چکا ہوں اور اس وقت میں طالبان کے ساتھ ہوں۔ محمود نے مزید یہ بھی کہا کہ مجھے پورا یقین تھا کہ میں شہید ہو جاوں لیکن اللہ تعالی نے میرا ساتھ دیا اور میں اس فوجی اڈہ سے زندہ نکل آیا۔

نیوز پریس کی جانب سے کئے گئے اس سوال کہ '' وہ غیر ملکی افغانوں کی مدد کے لئے،ان کو تربیت دینے لئے اور افغان فوج کو مضبوط کرنے لیے آئے ہیں تو پھر اس کے بعد آپ ان پر حملے کیوں کرتے ہیں؟ اس کے جواب میں محمود کا کہنا تھا کہ '' ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ان کو قتل کرے ں اس لئے کہ یہ غیر ملکی افواج ہمارے دین اور ہماری امت کے دشمن ہیں'' ۔

اس نے غیر ملکی افواج کے دینی شعائر کے خلاف توہین آمیز رویہ سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا:'' کہ وہ ہمیں دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں وہ ہمیں کہتے ہیں کہ اسلام بہترین دین ہے اور وہ بھی اسلام کو قبول کرنا چاہتے ہیں ۔ لیکن میں ان کے مقصد کو جانتا ہوں کہ وہ ان پر فریب باتوں کے ذریعہ ہمیں دھوکہ دے رہے ہیں۔

بالآخر افغانستان میں افغان سپاہیوں کے ہاتھوں ان کے بین الاقوامی شراکت داروں کے خلاف انجام دیئے جانے والے

واقعات بہت زیادہ ہونے لگے ہیں اور آخری مہینوں میں ان ممالک نے بہت کٹھن حالات دیکھے ہیں خاص طور پر ایساف نے اس سال ان واقعات میں اپنے 40 سے زیادہ فوجیوں کو موت کے منہ میں جاتے دیکھا ہے۔

وہ حملہ جو کنڑ صوبہ میں محمود کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوا انہی حملوں میں سے ایک ہے۔ ایساف کا کہنا ہے کہ اس حملہ میں اس کا صرف ایک فوجی مارا گیا۔ کچھ حملہ آور ان واقعات میں شہید بھی ہو گئے جب کہ کچھ ان میں سے زندہ بچنے میں کامیاب ہوئے۔ ان کامیاب افراد میں سے ایک محمود بھی ہے البتہ یہ پہلا موقع ہے کہ ایسے شخص کا کسی ذرائع ابلاغ سے انٹرویو ہو رہا ہے۔

ان اندرونی حملوں کے باعث ایساف پر بہت شدید خوف چھایا ہوا ہے۔ افغان وزارت دفاع کے ایک ترجمان نے آخرکار یہ کہا ہے کہ وزارت دفاع نے اس بات کے اہتمام کی کوشش کی ہے کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں تحقیق کرے جو فوج اور پولیس میں طالبان کے نظریات لے کر داخل ہو رہے ہیں اور غیر ملکی افواج کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں، اس کے باوجود یہ آخری واقعات اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ افغان ذمہ داران ایسے سپاہیوں کو سکیورٹی افواج میں داخلے سے نہیں روک سکے ہیں جو کہ دراصل ان غیر ملکی افواج کے دشمن ہیں جبکہ صورتحال یہ ہے کہ افغانی ذمہ داران کے لئے یہ بہت مشکل ہو گا کہ وہ افغان فوج میں شامل حملہ آوروں کو دیگر لوگوں سے نمایاں کر سکیں۔

اسی طرح غیر ملکی افواج افغان سپاہیوں کے ہاتھوں اپنی افواج کے قتل سے بہت زیادہ پریشان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کابل میں موجود بین الاقوامی فوج کے ترجمان نے اس بات کو واضح کیا ہے افغان سپاہیوں کے ہاتھوں افغانستان کے مختلف صوبوں در جنوں ایساف کے فوجیوں کے قتل کا اعتراف کیا ہے اور اس سال ہونے والے واقعات کو وہ ایک بڑے سانحے سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ ان واقعات کی وجہ سے ان کے اندر شدید خوف پیدا ہو گیا ہے۔

اس کا کہنا یہ ہے کہ وہ ان واقعات سے بچنے کی ممکنہ حد تک کوشش کر رہے ہیں اور یہ افغان سکیورٹی کے ذمہ داران کی مدد سے ہی ہو سکتا ہے۔ مگر ان واقعات کی تحقیق ان جیسے حالات میں بہت مشکل ہے۔ اس ترجمان کا مزید یہ کہنا ہے بعض تحقیقات سے یا ظاہر ہوا ہے کہ ان حوادث میں مسلح افراد کو کاروائی میں زیادہ دقت پیش نہیں آئی ہے۔

امریکی وزیر دفاع لیون پنیٹا اور امریکی نمائندگان کے افسر مارٹن ڈیمپسی کی سطح کے امریکی ذمہ داران کی ان واقعات کی روک تھام اور حد بندی کے لئے آمد و رفت بڑھ گئی ہے لیکن اس کے باوجود آج کے دن تک افغانستان کے مختلف علاقوں میں ان واقعات کا دائرہ کار بڑھ گیا ہے۔

8 جنوری 2012: زابل کے دارالحکومت قلات میں افغان سپاہی کے ہاتھوں ایک غیر ملکی فوج کا قتل

20 جنوری 2012: افغانستان نیشنل آرمی سے تعلق رکھنے والے ایک افغان سپاہی کے ہاتھوں صوبہ کاپیسا کے دارالحکومت میں 4 فرنچ فوجیوں کا قتل۔ اس سال کا بیسا میں افغان سپاہی کے ہاتھوں ان چار فرنچ فوجیوں کے قتل کے بعد فرانسیسی حکومت نے اس کا فوری اور مضبوط ایکشن لیا ہے اور افغانستان میں اپنی تمام عسکری کاروائیوں کو معطل کر دیا۔ لیکن نیٹو کی جانب سے دباؤ کو دیکھتے ہوئے جلد ہی اپنے اس فیصلہ سے روگردانی کی۔ مگر اس کے باوجود جلد ہی فرانسیسی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنی تمام افواج کو افغانستان سے واپس بلا لے گا۔

31 جنوری 2012: افغان سپاہی کے ہاتھوں صوبہ ہلمند کے علاقہ مارگا میں ایک غیر ملکی سپاہی کا قتل۔

23 فروری 2012: صوبہ ننگرہار میں بگرام بیس میں قرآن مجید جلائے جانے کے خلاف احتجاجی مظاہروں کے دوران افغان سپاہی کے ہاتھوں دو غیر ملکی فوجوں کا قتل

20 فروری 2012: قندھار کے علاقہ اسپن بولدک میں ایک افغان پولیس اہلکار کے ہاتھوں دو جرمن افواج کا قتل۔

25 فروری 2012: افغان اہلکار نے امریکی وزارتِ خارجہ میں کام کرنے والے دو مشیروں کا قتل۔

1 مارچ 2012: افغان سپاہی کے ہاتھوں صوبہ قندھار کے علاقہ زاہری میں دو ایساف فوجیوں کا قتل۔

6 مارچ 2012: پکتیکا صوبہ کے علاقہ شیر وزی میں ایک افغان سپاہی کے ہاتھوں ایک غیر ملکی فوج کا قتل۔

26 مارچ 2012: ہلمند کے دارالحکومت لشکر گاہ میں افغان سپاہی کے ہاتھوں دو ایساف سپاہیوں کا قتل۔

25 اپریل 2012: افغان سپاہی کی وردی میں ملبوس ایک شخص کے ہاتھوں اتحادی افواج کے لئے کام کرنے والے ایک رکن کا قتل۔

06 مئی 2012: جنوبی افغانستان میں افغان سپاہی کے ہاتھوں ایساف کے ایک فوجی کا قتل۔

02 جولائی 2012: صوبہ ہلمند کے ضلع کرشک میں ایک افغان سپاہی کی برطانوی افواج پر فائرنگ۔ خود برطانوی فوج نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اس حملہ میں اس کے کم از کم تین سپاہی مارے گئے ہیں اور ایک بڑی تعداد زخمیوں کی بھی ہے۔

04 جولائی 2012: قابض امریکی افواج پر ایک افغان سپاہی کی فائرنگ کا واقعہ جو کہ صوبہ میدان وردگ میں پیش آیا جس میں خود امریکا کا یہ اعتراف ہے کہ اس میں اس کے پانچ فوجی مارے گئے ہیں جبکہ باوثوق ذرائع سے یہ پتہ چلا ہے کہ اس واقعہ میں قتل ہونے والے امریکی فوجیوں کی تعداد امریکی اعتراف سے کئی زیادہ ہیں۔

22 جولائی 2012: مشرقی صوبہ کی ایک عسکری تربیت گاہ میں ایک افغان سپاہی کی فائرنگ سے تین امریکی فوجیوں کا قتل۔

بقیہ صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمالیں۔

افغانستان گزشتہ اکتوبر میں

احمد فارسی

بہادر افغان مجاہدین نے اکتوبر میں غاصب حملہ آوروں کو ایسے ٹھکانے لگایا جس سے نام نہاد آزاد میڈیا بھی ان واقعات کو منظر عام پر لانے سے انکار نہ کر سکا، ماہ اکتوبر 2012ء بھی افغانستان میں دیگر مہینوں کی طرح ملکی و غیر ملکی دشمنوں کے لئے جان لیوا ثابت ہوا دشمن کو کئی قسم کے مالی نقصانات پہنچے۔ مجاہدین کو اہم کامیابیاں ملیں، کئی افغان آرمی اور پولیس اہلکار مجاہدین کے ساتھ مل گئے جبکہ حملہ آوروں کے خلاف عوامی نفرت میں بھی اضافہ دیکھنے میں آیا ذیل میں انہی موضوعات پر کچھ تفصیل پیش خدمت ہے۔

غیر ملکیوں کے جانی نقصانات:

ماہ اکتوبر میں غاصب فوجیوں پر حملوں میں ان کی جو ہلاکتیں ہوئیں انہوں نے حسب عادت صرف اپنے 24 فوجیوں کی ہلاکتوں کا اعتراف کیا جبکہ اصل تعداد اس سے دوگنا ہے، 2009ء کے بعد اکتوبر کے مہینوں میں ہلاکتوں کی بہ نسبت گزشتہ اکتوبر کی تعداد اگرچہ کم ہے مگر اس سے پہلے انہوں نے کبھی بھی 19 فوجیوں کی ہلاکتوں سے زیادہ کا اعتراف نہیں کیا، اب انہوں نے 24 فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا جن میں 18 امریکی اور باقی دیگر اتحادی ممالک کے فوجی تھے۔

انہوں نے اب تک افغانستان میں 3220 فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا ہے جن میں 2146 امریکی، 437 انگریز اور 637 فوجی دیگر اتحادی ممالک کے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے رواں سال میں 369 فوجیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا ہے جن میں 281 امریکی فوجی شامل ہیں۔ واضح رہے کہ افغان جنگ میں ان زخمی ہزاروں فوجیوں، یورپ اور مغربی دنیا میں سڑکوں پر بھیک مانگنے والے فوجیوں، افغانستان سے راہ فرار اختیار کرنے کے بعد مختلف بیماریوں میں مبتلا اور خودکشی کرنے والے فوجیوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

حملہ آوروں کے مالی نقصانات:

جانی نقصان کے ساتھ دشمن کو کافی مالی نقصان بھی پہنچا۔ پہلا واقعہ اس وقت پیش آیا جب 2 اکتوبر کو ان کا ایک ہیلی کاپٹر صوبہ زابل میں مجاہدین نے مار گرایا جبکہ دشمن نے حسب سابق اسے صرف ہنگامی لینڈنگ قرار دیا اور اس میں فوجی اہلکاروں کی ہلاکت پر خاموشی اختیار کی۔ 17 اکتوبر کو صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں مجاہدین نے دشمن پر شدید حملہ کیا۔ جس میں کئی فوجی اہلکاروں کے مارنے کے علاوہ دو ہیلی کاپٹر بھی جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئے۔ 20 اکتوبر کو امارت اسلامیہ کے بہادر مجاہدین نے صوبہ پروان کے ضلع بگرام میں اشیاء خورد و نوش کا ہزار میٹر مربع زمین پر بنایا گیا بڑا ذخیرہ جلا دیا۔ جس سے چوبیس گھنٹوں تک آگ کے شعلے اٹھتے رہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ واقعہ میں لاکھوں ڈالرز کی مالیت کا سامان جل کر راکھ ہوا۔ اس واقعہ کے ایک روز بعد صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں دشمن کے ایک ہیلی کاپٹر میں آگ بھڑک اٹھی اور گر کر تباہ ہوا جس میں فوجیوں کی ہلاکت پر دشمن نے چپ کا روزہ رکھا۔ اس سے پہلے بھی 13، اکتوبر کو صوبہ زابل کے ضلع شہر صفا میں ایک ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہوا جس میں بھی فوجیوں کی ہلاکت پر دشمن نے حسب سابق چشم پوشی اختیار کی۔

افغان اہلکاروں کے نقصانات:

افغان کاسہ لیس اہلکاروں کی ہلاکتوں کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیش نظر کابل کی کٹھ پتلی حکومت بھی ہلاکتوں کی صحیح تعداد معلوم کرنے میں بے بس نظر آئی اس لئے چند واقعات پیش کرنے پر اکتفاء کریں گے۔ 5 اکتوبر کو صوبہ سرپل کے ضلع سوزمہ قلعہ میں مقامی پولیس کمانڈر طالبان کے حملے میں ہلاک ہوا، اس کے ایک روز بعد صوبہ غزنی کے ضلع آب بند کا کمشنر زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا جو ایک ہفتہ قبل طالبان کے حملے میں زخمی ہوا تھا۔ 8، اکتوبر کو صوبہ اروزگان کے ضلع ترینکوٹ میں حکومتی شوریٰ کا ایک رکن مجاہدین کے حملے کا نشانہ بن کر قتل ہوا۔

مذکورہ واقعہ سے ایک روز قبل پولیس اور خفیہ ادارے کے مشترکہ مرکز پر امارت اسلامیہ کے ایک فدائی حملے میں دشمن کے 20 جاسوس اور پولیس اہلکار ہلاک جبکہ 10 زخمی ہوئے۔ 11 اکتوبر کو صوبہ بلخ کے ضلع شور تشی کا پولیس چیف طالبان کے حملے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ 12، اکتوبر کو قندھار میں استشہادی حملے میں 10 اتحادی فوجیوں سمیت بیس افغان اہلکار ہلاک ہوئے۔ 23 اکتوبر کو صوبہ ہرات کے ضلع اوبی کا گورنر مجاہدین کے حملے میں ہلاک ہوا، اس واقعہ کے ایک دن بعد صوبہ فراہ کے ضلع پرچمن کا کمشنر بم دھماکے میں ہلاک ہوا۔ 26 اکتوبر کو ایک مقامی کمانڈر جو طالبان کمانڈر کے نام سے حکومت کو تسلیم ہوا تھا طالبان نے ٹھکانے لگایا۔

ملکی نقصانات:

شہریوں کو مارنا ملکی اور غیر ملکی درندوں کا پسندیدہ مشغلہ ہے، جارحیت کی ابتداء سے اب تک کئی ہزار نہتے شہری جن میں بوڑھے، خواتین اور بچے بھی شامل ہیں شہید ہو چکے ہیں گزشتہ مہینہ میں بھی اس طرح کے کئی المناک واقعات بھی مظلوم افغان عوام کو نہیں بخشا۔24، اکتوبر کو صوبہ فاریاب کے دارالحکومت میمنہ کی جامع مسجد میں پہلے سے نصب کیا گیا بم کا دھماکہ کیا جس سے 40 نہتے شہری شہید اور 100 سے زائد زخمی ہوئے پھر انہوں نے بڑی جلدبازی میں واقعہ میں

اگرچہ دشمن کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اپنے جانی اور مالی نقصانات کو چھپائے اور اپنی ذلت آمیز شکست کو کامیابی کا عنوان دے مگر ان کے اعلیٰ حکام کی جانب سے کبھی کبھی اپنی شکست کا خود اعتراف بھی کیا گیا ہے اور ان کے لئے جہنم بننے والے افغانستان سے فرار ہونے کے اعلانات بھی سنائے جا رہے ہیں ۔2، اکتوبر کو نیٹو کے جنرل کمانڈر راسموسن نے برملا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ بڑھتے ہوئے واقعات سے اتحادی افواج کے حوصلے پست ہو رہے ہیں۔ جو ہمیں وقت سے پہلے انخلاء پر مجبور کریں گے۔ اسی طرح ایک مغربی سفارتکار ریچارد ستک نے بھی کابل میں یہ اعترافی بیان دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم افغانوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ 11 اکتوبر امریکہ کے آرمی چیف نے اعلان کیا کہ اندر سے ہونے والے حملوں کا تدارک ناممکن ہے اور اس کا سدباب بھی مشکل ہے ۔اس کے ایک دن بعد وزیر خزانہ جورج آسبورن نے ایک میٹنگ میں ان کی مدت میں توسیع پر اعتراضات اٹھائے۔ رپورٹ کے مطابق ان کے دفاعی حلقے منصوبندی میں مصروف ہیں کہ کس طرح افغانستان سے فوجی انخلاء کا عمل تیز کیا جاسکے۔

رونما ہوئے۔ 4، اکتوبر کو قندوز میں پولیس اہلکاروں نے بازار میں دن دہاڑے ایک عورت کو چاقو سے وار کر کے قتل کر دیا اس واقعہ کے ایک روز بعد صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں غیر ملکیوں نے ایک گھر پر راکٹ حملہ کیا جس میں ایک بچہ شہید جبکہ سات افراد زخمی ہوئے۔ 15، اکتوبر کو اتحادی افواج نے فضائی حملے میں چھ افراد جن میں تین بچے تھے شہید کر دیئے ۔اس واقعہ کے ایک دن بعد کابل انتظامیہ کے مزدور اہلکاروں نے کابل شہر کے یکہ توت علاقہ میں ایک مقامی ڈاکٹر کو شہید کر دیا۔ 21، اکتوبر کو صوبہ لوگر کے ضلع برکی برک میں اتحادیوں نے اپنے فوجی اڈے سے راکٹ فائر کیا جس کے نتیجے میں 6 بچے شہید اور دو زخمی ہو گئے۔ اس واقعہ کے دو دن بعد صوبہ زابل کے دارالحکومت سے اتحادیوں نے دو درزیوں کو حراست میں لیا اور ایک دن بعد ان کی سر کٹی لاشیں شہر سے باہر دشت سے ملیں جس سے لوگوں میں اشتعال بھی پیدا ہوا۔

طالبان کو بدنام کرنے کی کوشش:

بین الاقوامی ایجنسیاں خصوصا امریکہ اور اس کے تنخواہ دار افغان مزدوروں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ کسی نہ کسی طریقے سے شہریوں کے قتل میں مجاہدین کو ملوث قرار دیکر بدنام کریں اور یہ تاثر قائم کریں کہ طالبان اپنے اہداف تک پہنچنے میں عام ملکی افراد کو مارنے سے بھی گریز نہیں کرتے اسی وجہ سے کئی مرتبہ نام نہاد انسانی حقوق کی تنظیموں نے بھی اپنی رپورٹس میں طالبان پر عام ملکی افراد کو قتل کرنے کا الزام لگایا لیکن طالبان کی جانب سے تحقیقات کے لئے مشترکہ کمیشن تشکیل دینے کی تجویز پر انہوں نے سکوت اختیار کیا۔ عوام کے خون پر سیاسی دکانداری چمکانے والے امریکہ، انٹیلی جنس اور افغان حکام نے عیدالاضحیٰ کے دن طالبان کو ملوث قرار دیکر موردالزام ٹھہرایا۔ امارت اسلامیہ نے نہ صرف اس واقعہ کی پرزور مذمت کی بلکہ اس کو غیر شرعی اور غیر انسانی عمل قرار دیا اسی طرح عالیقدر امیرالمؤمنین حفظہ اللہ کے عید پیغام میں بھی مجاہدین کو ہدایت کی تھی کہ وہ شہریوں کے تحفظ کے لئے احتیاطی تدابیر اپنائیں تاکہ شہریوں کو نقصان نہ پہنچے۔

دشمن کے خلاف عوام میں نفرت کی لہر:

امریکی یلغار کی ابتداء میں افغانستان کی مسلمان بہادر ملت یہ جان گئی کہ حملہ آور ہرگز ہمارے خیر خواہ نہیں بلکہ وہ ہمارے بدترین دشمن ہیں وہ ہمارے خون کے پیاسے ہیں ہمیں ان سے کوئی امید نہیں پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے وحشیانہ مظالم کے خلاف افغان عوام میں بھی اشتعال اور نفرت بڑھتی گئی ۔جواب سرعام مزاحمت میں بدل گئی ہے۔ ماہ اکتوبر میں بھی نفرت اور اشتعال کی یہ لہر برقرار رہی جس کے مطابق صوبہ پکتیکا کے ضلع "شرنہ" میں عوام کی ایک بڑی تعداد نے مظاہروں اور ریلیوں کا آغاز کیا جس میں افغانستان سے امریکہ کے جلد انخلاء کا پرزور مطالبہ کیا۔ 28، اکتوبر کو بھی صوبہ ننگرہار کے ضلع گوشتی میں مقامی لوگوں نے انتظامیہ کے خلاف مظاہرے کئے اور انتظامیہ پر کڑی تنقید کی کہ وہ خود جرائم میں ملوث ہے اور ہمارا مال وعزت لوٹنے کی ذمہ دار ہے۔

29، اکتوبر کو قندھار کے ضلع شاولیکوٹ میں 88 سالہ بوڑھے شخص نے اتحادیوں پر فائرنگ کر دی جس میں تین فوجی ہلاک ہوئے۔ 30 اکتوبر کو صوبہ ہلمند میں ایک پولیس اہلکار نے فائرنگ کر کے 3 اتحادی فوجیوں کو موقع پر ہلاک کر دیا۔ 20 اکتوبر کو صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں ایک چیک پوسٹ پر مامور اہلکار نے اپنے ساتھیوں پر فائرنگ کر کے 6 پولیس اہلکاروں کو ہلاک

کر دیااور خود فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔21اکتوبر کو صوبہ فراہ کے ضلع بالا بولک میں ایک پولیس اہلکار نے فائرنگ کرکے اپنے چار ساتھیوں کو ہلاک کر دیااور خود اسلحہ سمیت مجاہدین سے مل گیا۔25 اکتوبر کو صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں بھی ایک افغان پولیس اہلکار نے فائرنگ کرکے 2اتحادی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

مجاہدین سے آملنا:

افغان نیشنل آرمی اور پولیس اہلکاروں کا مجاہدین سے ملنے کا سلسلہ جاری ہے ،24اکتوبر کو صوبہ ننگرہار کے ضلع سپین غر میں 11 پولیس اہلکار اسلحہ سمیت مجاہدین سے مل گئے۔

الفاروق اپریشن کی کامیابیاں:

اکتوبر میں بھی مجاہدین بدستور الفاروق آپریشن کی کامیابیاں سمیٹتے رہے، جن میں چند اہم واقعات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔20اکتوبر کو صوبہ پروان کے ضلع باگرام میں امارت اسلامیہ کے بہادر مجاہدین نے اتحادی افواج کے ہزار مربع میٹر زمین پر مشتمل ذخیرہ کو آگ لگا کر جلادیا جس سے چوبیس گھنٹوں تک آگ کے شعلے بلند ہوتے رہے۔بتایا جارہاہے کہ اس واقعہ میں دشمن کو لاکھوں ڈالرز کا نقصان پہنچا۔یہ کاروائی ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت کی گئی جس سے دشمن کی نیندیں حرام ہوگئیں۔17اکتوبر کو ایک اور کارروائی میں مجاہدین نے صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں دشمن کے ایک بڑے فوجی اڈے پر استشہادی حملہ کیا جس میں درجنوں ملکی اور غیر ملکی فوجیوں کی ہلاکت کے علاوہ دو ہیلی کاپٹر بھی مکمل طور پر تباہ ہوگئے۔

کٹھ پتلی صدر کی ڈانٹ:

امریکہ اور اس کے صلیبی اتحادیوں کے غلام،نام نہاد افغان صدر حامد کرزئی کبھی کبھار ایک ڈرامائی انداز میں اپنے آقاؤں کو تنقید کا نشانہ بنا کر عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ بااختیار صدر ہے اور اپنے عوام کے تحفظ کے لئے وہ امریکہ کو بھی معاف نہیں کرتا۔جب حامد کرزئی نے اسی سلسلے میں امریکہ اور اتحادیوں پر تنقید کی تو جواب میں 6،اکتوبر کو امریکہ کے وزیر دفاع نے انہی کو متوجہ کیا اور اس کو یاد دلایا کہ آپ تنقید کی بجائے ہمارے احسانات کو شکریہ ادا کریں۔

مجاہدین کی فعالیت اور دشمن کی راہ فرار :

اگرچہ دشمن کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اپنے جانی اور مالی نقصانات کو چھپائے اور اپنی ذلت آمیز شکست کو کامیابی کا عنوان دے مگر ان کے اعلیٰ حکام کی جانب سے کبھی کبھی اپنی شکست کا خود اعتراف بھی کیا گیا ہے اور ان کے لئے جہنم بننے والے افغانستان سے فرار ہونے کے اعلانات بھی سنائے جارہے ہیں ۔2،اکتوبر کو نیٹو کے جنرل کمانڈر راسموسن نے برملا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ بڑھتے ہوئے واقعات سے اتحادی افواج کے حوصلے پست ہورہے ہیں۔جو ہمیں وقت سے پہلے انخلاء پر مجبور کریں گے۔اسی طرح ایک مغربی سفارتکار ریچار دستک نے بھی کابل میں یہ اعترافی بیان دیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم افغانوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیں ۔11اکتوبر امریکہ کے آرمی چیف نے اعلان کیا کہ اندر سے ہونے والے حملوں کا تدارک ناممکن ہے اور اس کا سد باب بھی مشکل ہے۔اس کے ایک دن بعد وزیر خزانہ جورج آسبورن نے ایک میٹنگ میں ان کی مدت میں توسیع پر اعتراضات اٹھائے ۔رپورٹ کے مطابق ان کے دفاعی حلقے منصوبہ بندی میں مصروف ہیں کہ کس طرح افغانستان سے فوجی انخلاء کا عمل تیز کیا جاسکے۔

✠ ✠ ✠ ✠

بقیہ از: رواں سال صوبہ پکتیا میں دشمن کے دو بڑے اڈوں کی تباہی

کہ حملے میں دو امریکی طیاروں کی تباہی کے علاوہ 13 غیر ملکی اور19افغان اہلکار ہلاک جبکہ 28 غیر ملکی اور45افغان اہلکار زخمی ہوئے۔پکتیا میں امریکہ کے ان دونوں اڈوں پر طالبان کے خوفناک حملوں کے بعد دشمن کو بوکھلاہٹ اور دہشت زدہ ہو کر ہزیمت اٹھانی پڑی۔ جس سے ان کے حوصلوں میں بہت زیادہ کمی آگئی۔

چند دیگر واقعات:

رواں سال پکتیا کے مختلف علاقوں سے امریکی فوجیوں کی انخلاء ہوئی۔ وہ اپنے متعدد اڈوں کو چھوڑ گئے جن میں وہ تین اہم فوجی اڈے بھی شامل ہیں جو امریکہ نے پکتیا کے ضلع زرمت میں بنائے تھے ،رواں سال وہاں سے بھاگ گئے۔پکتیا اور خوست کے درمیان اہم شاہراہ جو دشمن کے لئے اہمیت کی حامل تھی پر مجاہدین نے ستو کنڈو،شواک، گردے سیڑی اور دیگر مقامات پر شدید حملے کئے۔سڑک کنارے بم دھماکوں اور ریموٹ کنٹرول بموں کے ذریعے دشمن کو بھاری نقصانات پہنچائے۔ پکتیا میں قومی ملیشیا کی تشکیل کی منصوبہ بندی بھی کامیاب نہ ہوسکی۔حال ہی میں دشمن نے کابل سے طیاروں میں قومی ملیشیا کے تنخواہ دار اہلکاروں کو لا کر پکتیا کے اریوب زازئی اور روکیاں علاقوں میں تعینات کئے مگر مقامی لوگوں اور مجاہدین کے حملوں سامنے وہ ٹھہر نہ سکے اور فرار ہوگئے۔

صوبے کی تمام اقوام نے مجاہدین کی حمایت کا اعلان کر دیا۔ان تمام حالات کا جائزہ لینے کے بعد اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ پکتیا میں الحمدللہ جہادی سرگرمیاں کافی بہتر اور منظم انداز سے جاری ہیں ،مجاہدین عوام میں مقبول ہیں ،دشمن صرف اپنے اڈوں تک محدود ہے اور ان شاءاللہ محدود ہی رہے گا۔

✹ ✹ ✹

صوبہ پروان کے جہادی مسؤل ملا محمد اسمعیل سے گفتگو

ملاقات: حبیب مجاہد

سوال: محترم! سب سے پہلے اپنی ذات اور اپنی ذمہ داریوں کے متعلق اگاہ کریں؟

جواب: بسم الله الرحمن الرحیم ۔الحمد لله والصلوة والسلام علی رسوله وعلی اله وصحبه وبعد،

میرا نام ملا محمد اسمعیل والد کا نام میر احمد صوبہ بلخ کا رہائشی ہوں۔امارت اسلامیہ کی تاسیس کے بعد سے خدمت میں مصروف ہوں، مختلف جہادی ذمہ داریاں نبھا چکا ہوں ۔اب فی الحال صوبہ پروان کے جہادی معاملات کے عمومی ذمہ دار کی حیثیت سے جہادی ذمہ داری نبھا رہا ہوں۔

سوال: پروان کے موجودہ جہادی حالات سے متعلق معلومات دینا پسند فرمائیں گے؟

جواب: صوبہ پروان میں الحمد للہ جہادی معاملات معمول کے مطابق بڑھ رہے ہیں ۔صوبے کے تمام اضلاع میں مجاہدین موجود ہیں اور بہت سے علاقے ان کے کنٹرول میں ہیں، صوبہ پروان باوجود اس کے کہ کابل کے پڑوسی صوبوں میں سے ہے اور شمال کی جانب سے کابل کا دروازہ سمجھا جاتا ہے، اسی طرح جارحیت پسندوں کا سب سے بڑا اڈہ بگرام بھی اسی صوبے میں ہے، اس لیے بھی دشمن کی توجہ اس علاقے کی طرف زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود مجاہدین کا پلڑا بھاری ہے۔مجاہدین کے روزانہ کے آپریشن منظم شکل میں جاری ہیں ، جس میں روزانہ دشمن کو بھاری نقصانات پہنچتے ہیں۔

سوال: اس سال کے الفاروق آپریشن کے سلسلے میں مجاہدین نے ملک کے مختلف علاقوں میں بہت اہم کامیابیاں حاصل کی ہیں، صوبہ پروان میں الفاروق آپریشن کے سلسلے میں کونسی بنیادی تبدیلیاں سامنے آئیں؟

جواب: الفاروق آپریشن کے سلسلے میں ہم نے صوبہ پروان میں کچھ اہم بنیادی کامیابیاں حاصل کیں، صوبہ پروان میں کچھ اہم بنیادی کامیابیاں حاصل کیں، میں چاہتا ہوں یہاں مختصر طور پر ان کا تذکرہ کروں:

1 : آپریشن اور مفتوحہ علاقوں میں توسیع:

اس سال پروان میں ہماری ایک بڑی کامیابی یہ تھی کہ ہم نے اپنی کارروائیاں موثر انداز میں صوبے کے تمام اطراف ومضافات تک پھیلادیں۔

پہلے ہماری اکثر کارروائیاں کوہ صافی، سیاگرد اور شینواز کے اضلاع تک محدود اور دیگر علاقوں میں نہایت کمزور تھیں۔مگر اس سال ہم نے بگرام میں بہت اچھی اور مضبوط کارروائیاں کیں ۔ضلع شیخ علی میں کئی مرتبہ نہایت کامیاب آپریشن کیے جس میں دشمن کے رسد کے قافلے تباہ ہوگئے۔پروان کا مرکز، اسی طرح جبل السراج کے اضلاع میں کئی کئی مرتبہ موثر کارروائیاں ہوئیں ۔اس کے علاوہ ہم نے مفتوحہ علاقوں میں اپنا کنٹرول مزید مضبوط کر دیا ہے۔

2 : دشمن سے مضبوط مقابلہ:

اس سال دشمن نے کئی مرتبہ کوشش کی کہ صوبہ پروان سے مجاہدین کا نفوذ ختم کردیں، اسی لیے انہوں نے اس سال جون کے مہینے میں درہ غوربند کے مضافاتی علاقوں سیاہ گرد اور شینواز میں انتہائی بڑے آپریشن کا آغاز کر دیا۔جس میں کئی ٹینک، سینکڑوں فوجی اور بہت سا گولہ بارود استعمال کیا گیا، مگر الحمد للہ، اللہ تعالی جل جلالہ کی نصرت اور مجاہدین کی قربانیوں کی برکت سے انہیں ایسی شکست اور شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا کہ نہ صرف انہیں بھاری جانی نقصان اٹھانا پڑا بلکہ فوجی لحاظ سے بھی ان کی انتہائی سبکی ہوئی اور علانیہ طور پر ان کا مورال گر گیا۔

3 : چند اہم اور عبرتناک معرکے

اس سال ہم نے صوبہ فاریاب میں تین ایسے اہم معرکے لڑے جس کا ذکر عالمی میڈیا میں انتہائی اہمیت سے کیا گیا اور جس سے علاقے میں مجاہدین کی کارروائیوں کی کامیابی واضح ہوئی۔اس سلسلے میں امریکی آرمی چیف کے طیارے کی تباہی، نائب صدر کریم خلیلی پر حملہ اور سپریم گروپ نامی امریکی رسد فراہم کرنے والی کمپنی کے جلادینے کے واقعات قابل ذکر ہیں۔

سوال: آپ نے الفاروق آپریشن کے سلسلے میں پروان میں تین اہم کارروائیوں کا ذکر کیا، برائے مہربانی ان کارروائیوں کے سلسلے میں ذرا تفصیلی معلومات دیں؟

جواب: 21 اگست 2012 کو امریکی آرمی چیف مارٹن ڈیمپسی افغانستان کے دورے پر تھا، اس دورے میں موصوف کا طیارہ بگرام کے ہوائی اڈے پر مجاہدین کے حملوں کی زد میں آکر مکمل طور پر تباہ ہوگیا۔اس حملے میں مذکورہ امریکی فوجی سربراہ تو محفوظ رہا مگر بہت سے امریکی فوجی اور مذکورہ چیف کے بہت سے ساتھی اس حملے میں ہلاک ہوگئے۔اسی لیے مارٹن ڈیمپسی کو افغانستان کے پہلے سفر میں مشکلات کا سامنا

ہوااور گھبراہٹ کے عالم میں وہ افغانستان سے بھاگ گیا۔اس حملے میں مجاہدین نے عملی طور پر امریکہ کی فوجی قیادت کو اپنی فوجی طاقت دکھادی۔عالمی سطح پر بھی یہ حملہ مجاہدین کا اہم کارنامہ سمجھا گیا۔

اس حملے کے کچھ عرصہ بعد 20،اکتوبر کو مجاہدین نے ضلع بگرام میں سپریم گروپ نامی کمپنی پر، جو امریکی فوجیوں کو رسد فراہم کرتی ہے، راکٹ حملے کئے۔ کمپنی کے گوداموں میں شدید آگ بھڑکنے سے سینکڑوں ملین کا امریکی سامان جل کر بھسم ہوگیا۔

> اس سال ہم نے صوبہ فاریاب میں تین ایسے اہم معرکے لڑے جس کا ذکر عالمی میڈیا میں انتہائی اہمیت سے کیا گیا اور جس سے علاقے میں مجاہدین کی کارروائیوں کی کامیابی واضح ہوئی۔ اس سلسلے میں امریکی آرمی چیف کے طیارے کی تباہی، نائب صدر کریم خلیلی پر حملہ اور سپریم گروپ نامی امریکی رسد فراہم کرنے والی کمپنی کے جلادینے کے واقعات قابل ذکر ہیں۔

سپریم گروپ ایک امریکی کمپنی ہے جس کی ذمہ داری آفت زدہ یا جنگی علاقوں میں امریکی فوجیوں کو لاجسٹک اور دیگر رسد فراہم کرنا ہے۔اس کمپنی کے مراکز ملک کے مختلف حصوں میں موجود ہیں،اس کا مرکزی گودام پروان کے ضلع بگرام میں چوغ بخش کے علاقے میں ہے۔ جس میں تقریباً بیس ایکڑ اراضی پر مشتمل انتہائی بڑے گودام اور خوراک کے ذخیرے بنائے گئے ہیں اور روزانہ سینکڑوں گاڑیوں میں امریکی لاجسٹک اموال کی آمدورفت جاری رہتی ہے۔اس اہم رسدی مرکز کی سیکیورٹی پر بھی بہت توجہ دی جاتی ہے۔مرکز کی حفاظت کے لیے دیگر حصاروں کے علاوہ کنٹینروں کا ایک احاطہ بھی مرکز کے گرد بنایا گیا ہے،اسی طرح چند سیکیورٹی چیک پوسٹیں بھی ارد گرد قائم کی گئی ہیں۔

20،اکتوبر کو رات 10 بجے مجاہدین نے اس مرکز پر حملہ کیا اور دشمن کے گوداموں کو RPG راکٹ کا نشانہ بنایا،راکٹ کے گولے لگنے سے مرکز میں آگ بھڑک اٹھی اور لحہ بہ لحہ بڑھتی چلی گئی۔ صبح تک سارا مرکز مکمل طور آگ کی لپیٹ میں آگیا تھا۔

سپریم گروپ کے مرکز میں 48 گھنٹے تک جلنے والی آگ نے مرکز میں موجود سب کچھ خاکستر کرڈالا۔ گودام، سامان سے بھرے پڑے کنٹینر، مرکز میں موجود سینکڑوں گاڑیاں، مختلف اموال کے ذخائر حتیٰ کے مرکز کی حفاظت کے لیے بنائے گئے چیک پوسٹیں بھی راکھ کا ڈھیر بن گئیں۔اس حملے میں امریکیوں کے اعتراف کے مطابق گذشتہ گیارہ سالوں میں ان کا سب سے زیادہ سامان رسد تباہ ہوگیا اور دشمن کو سینکڑوں ملین ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑا۔

اوپر مذکورہ چند وہ اہم کارروائیاں تھیں جو الفاروق آپریشن کے دوران مجاہدین نے صوبہ پروان میں کیں، جن میں دشمن کو بھاری نقصانات اٹھانے پڑے۔

سوال: صوبہ پروان میں مجاہدین کو عوامی تائید کس حد تک حاصل ہے؟

جواب: آپ جانتے ہیں کہ پروان کے لوگ فطری طور پر مجاہد لوگ ہیں، سابقہ جہاد کے دور میں بھی اس صوبے میں مجاہدین کے بہت سے قوی محاذ قائم تھے۔اب بھی پروان کے لوگ سابقہ دور کی طرح جہاد اور اپنی دینی ذمہ داریوں کے لیے تیار ہیں۔اس صوبے میں مجاہدین کی دن بہ دن بڑھتی ہوئی سرگرمیاں مجاہدین کے ساتھ عوام کے تعاون کا بین ثبوت ہے۔پروان کے لوگ نہایت استقامت سے مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں، انہیں لوگوں کے تعاون کی بدولت مجاہدین دشمن کے خلاف حیران کن کارروائیاں کررہے ہیں۔

سوال: محترم ملا محمد اسمٰعیل صاحب آپ نے پروان کے جہادی حالات کے بارے ہر پہلو سے معلومات دیں، ہم آپ کا شکریہ ادا کریں گے، آخر میں اگر آپ کچھ کہنا چاہیں؟

جواب: آپ کا بہت بہت شکریہ، یہی کہوں گا کہ الحمدللہ پروان میں جہادی حالات کافی امید افزا ہیں،اس سال دشمن کے خلاف کارروائیاں ماضی کی بہ نسبت کئی گنا بڑھ گئی ہیں۔ بگرام مرکز جو کہ امریکیوں کا سب سے اہم مرکز ہے مسلسل ہمارے راکٹ حملوں کا نشانہ بنتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر اس سال صرف جون کے مہینے میں 44 مختلف جہادی کارروائیاں ہوئیں جس کے نتیجے میں 120 سے زیادہ خارجی اور ملکی فوجی ہلاک ہوگئے،اسی طرح 40 سے زیادہ ٹینک اور دیگر فوجی گاڑیاں حملوں اور بم دھماکوں میں تباہ ہوگئیں۔پروان جیسے ایک چھوٹے سے صوبے میں کارروائیوں کی یہ شرح ایک انتہائی بڑی کامیابی سمجھی جاتی ہے۔

میں اپنے عوام اور ہم وطنوں کو یقین دلاتا ہوں کہ الحمدللہ پورے ملک میں امریکی غاصبوں اور ان کے نوکروں کے مقابلے میں جہادی تحریک انتہائی اچھے طریقے سے جاری ہے اور وہ دن دور نہیں جب امریکی غاصب ہماری زمین سے روسیوں کی طرح شرمندہ وشکست خوردہ نکلیں گے۔ وماذالک علی اللہ بعزیز۔

حبیب مجاہد

امریکہ میں سینڈی طوفان

گیارہ برس قبل امریکہ نے دنیا پر اپنی دھاک بٹھانے کی خاطر دہشت گردی کیخلاف نام نہاد جنگ کا آغاز کیا اور دنیا کو تقسیم کرنے کے لئے یہ لکیر کھینچ دی کہ ہمارے ساتھ چلیں یا دشمن کے ساتھ؟ امریکی جنگ کا میدان صرف افغانستان تھا مگر پروپیگنڈے کا غلغلہ ساری دنیا میں زور پکڑ رہا تھا امریکہ کی اس نمائشی جنگ میں ایک لکھاری نے اسی موضوع پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "دنیا طوفان کے کندھوں پر" ہے۔ وہ امریکی دھونس جسے لوگوں نے طوفان سمجھا ہم نے دیکھا کہ حقیقت میں وہ طوفان نہیں بلکہ صرف پروپیگنڈے کے بل بوتے پر تیز ہوا چلی، لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی گئی تا کہ حقائق کو مسخ کریں اور دنیا کو ڈرائے کہ وہ امریکی غلامی قبول کرے ں۔ مگر ہم نے دیکھا کہ اس طرح کی ناکام کوششوں سے خود امریکہ کو نقصان پہنچا۔

'بس جتنا گرجتا تھا اتنا برسا نہیں'' یہی وجہ تھی کہ امریکہ کا غرور خاک میں مل گیا۔ اس کی معیشت کی عمارت منہدم ہوگئی اور اسکی ہائی ٹیکنالوجی افغانوں کے خالی ہاتھوں ناکامی کا شکار ہوگئی ۔امریکہ کو ہزیمت اور رسوائی سے دوچار ہونا پڑا، بدترین بحرانوں کا سامنا ہوا، اقتصادی میدان میں پیچھے رہ گیا۔ اس کی فوج جنگ کے میدان میں ناکام ثابت ہوئی، ملک میں افلاس، نقل مکانی اور مختلف قسم کی بیماریاں پھیل گئیں اور آخر کار (یوم لک ویوم علیک) کا مصداق بن کر الٰہی عذاب میں مبتلا ہوا۔

ہوا کی تیزی اگر فی گھنٹہ میں سو کلومیٹر سے چلی تو اس کو طوفان کہا جاتا ہے جو خطرناک شکل اختیار کر سکتی ہے، طوفان سے اللہ تعالیٰ اپنے نافرمان بندوں اور عذاب کی مستحق قوموں کو ہلاک کرتا ہے۔ تاریخی لحاظ سے دیکھا جائے تو قوم عاد اور قوم نوح طوفان سے غرق کی گئیں قوم عاد جو جسمانی لحاظ سے قوی اور امریکہ کی طرح مغرور تھی اللہ تعالیٰ نے اس پر تیز ہوا مسلط کر کے ایک ہفتہ میں ہلاک کر دیا اور تمام قوم صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔ ہوا اور طوفان کی طاقت کا ادراک ظاہراً نہیں ہو سکتا مگر تجربے نے ثابت کیا کہ ہوا میں اتنی قوت ہے کہ وہ لمحوں میں دنیا کو ملیامیٹ کر سکتی ہے۔ جدید سائنس نے بھی کہا کہ اگر ہوا کی تیزی فی گھنٹہ میں 2 سو کلومیٹر تک پہنچ جائے تو وہ انسانوں ،حیوانوں ،درختوں ،گاڑیوں ،کشتیوں اور اس طرح کی دیگر اشیاء کو اڑا سکتی ہے اور اگر ہوا کی تیزی فی گھنٹہ میں ڈھائی سو کلومیٹر تک پہنچ جائے تو وہ شہرں اور دیہات کو مکمل تباہ اور انسانوں کو ہلاک کر سکتی ہے۔

امریکہ میں حالیہ طوفان نے امریکہ کی مشرقی اور شمالی ریاستوں میں بڑی تباہی مچادی' فی گھنٹہ میں 129 کلومیٹر کی رفتار سے آنیوالے طوفان کی سطح اگرچہ بہت نیچے تھی مگر پھر بھی امریکہ کو خوفناک حد تک خوف میں مبتلا کر دیا۔ سینڈی طوفان نے امریکہ کو 40 ارب ڈالر نقصان پہنچایا۔ صدر اوباما نے اہم شہر نیویارک کو آفت زدہ قرار دیا۔ سیوریج نظام درہم برہم ہو گیا۔ میٹرو کارپوریشن کے حکام نے کہا کہ اس سسٹم کی درستی کے لئے وقت کا تعین نہیں کر سکتا۔ اسی طرح نیویارک کے سیاسی اور تجارتی مراکز بھی متاثر ہوئے، بجلی منقطع ہوئی ،طوفان سے اٹھارہ ہزار پروازیں معطل رہیں۔ طوفان سے سینکڑوں ہلاکتیں ہوئیں۔ طوفان کے ساتھ بارش اور سیلاب بھی معاون تھا اس لئے ہلاکتوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ سکتی ہے ۔کئی افراد آسمانی بجلی سے ہلاک ہوئے اور نیو سرجری میں 13 افراد تودہ گرنے سے ہلاک ہوئے، امریکہ پر جو عذاب آیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف طوفان نہیں بلکہ بارش، سیلاب، آسمانی بجلی اور زمین کا تودہ گرنا بھی شامل ہے۔ سینڈی طوفان کی لہریں چار میٹر اوپر بتائی گئیں جو امریکی تاریخ کا سب سے بڑا طوفان سمجھا جاتا ہے، امریکہ کو سمجھنا چاہئے کہ اگرچہ ٹیکنالوجی وسائل میں سپر پاور ہے مگر اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی ہلاکت لمحوں میں ایک امر کی بات ہے۔

ایک مصری عالم دین شیخ وجدی نے کہا کہ نیویارک پر اس طوفان کی آمد حقیقت میں اس جرم کی سزا ہے جو چند ماہ قبل ایک امریکی نے حضور ﷺ کی شان مبارک میں گستاخانہ فلم کی نمائش کی، یہ حقیقت ہے کہ طوفان نے امریکہ کو خاموش الٰہی پیغام دیا کہ وہ جبر اور تکبر سے باز آجائے، تکبر جو اللہ تعالیٰ کی چادر ہے ۔ہر چیز سے زیادہ اللہ کے قہر وغضب کا باعث بنتا ہے۔ آپ دیکھتے رہیں اگر امریکہ ظلم اور غرور سے باز نہ آیا تو اللہ تعالیٰ اس کو قوم عاد، ثمود، نمرود، فرعون، قوم لوط، ابوجہل، قیصر، کسرا اور ماضی قریب میں برطانیہ اور روس کی طرح ہمیشہ ذلت اور رسوائی سے دوچار کرے گا۔

سینڈی طوفان کا 129 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار امریکہ کی بربادی کا آغاز سمجھا جاتا ہے۔ اگر ہوا کی رفتار اس سے کچھ اضافہ ہو جائے تو پھر یہ افسانوی امریکہ نہیں رہے گا۔ ہاں بے شک، اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی مخلوق کا زوال اتنا ہی آسان ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: انما امرہ اذا اراد شیئاان یقول لہ کن فیکون، فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیئی والیہ ترجعون۔ صدق اللہ العظیم۔

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں

اکرم تاشفین

خدا رحم فرمائے ان پر، مصری صدر محمد مرسی کی کوششیں ایک بار پھر بے سود ثابت ہوئیں، مذاکرات ناکام ہو گئے اور جنگ بندی نہ ہو سکی۔ تادم تحریر اطلاع یہی ہے کہ منگل کے روز ہونے والے مذاکرات ناکام رہے اور آج دن بھر غزہ پر بمباری ہوتی رہی۔ آٹھ دن غزہ پر کیسے بیتے اس کا تصور کر کے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صرف آٹھ دنوں میں سینکڑوں فضائی حملے ہوئے اور 154 محصور اور نہتے فلسطینی شہید ہو گئے۔ ان شہیدوں میں پھول سے زیادہ نرم و نازک وہ ننھے منے بچے بھی شامل ہیں جو اگر کسی مغربی ملک میں ہوتے تو نجانے کن آسائشوں میں پل رہے ہوتے۔ مگر یہ قصور ان کی فلسطینی ماؤں کا تھا کہ انہوں نے انہیں کیوں جنا، اب دیکھتی رہیں اپنی خالی گودوں کو، دنیا کو بھلا ان سے کیا؟ ان شہیدوں میں وہ عفت مآب فلسطینی خواتین بھی ہیں جو یقیناً اگر فلسطینی نہ ہوتیں تو ان کی آزادی اور حقوق کے لیے یورپ اور اس کے تمام مفکرین ہمہ وقت پریشان رہتے۔ اب کیا، کیا جائے کہ وہ خواتین مسلمان تھیں اور پھر فلسطینی، یہ تو ایسے جرائم ہیں جس کے بعد تمام حقوق بے معنی ہو جاتے ہیں۔ ہر کوئی ان کے حق میں آواز اٹھانا گویا ایک جرم تصور کرتا ہے۔

مغرب جو اپنے آپ کو خواتین کی آزادی اور حقوق کا علمبردار سمجھتا ہے۔ اس ظلم عظیم کو دیکھ کر نجانے کیوں خاموش ہے، ان خواتین کے حق میں کیوں آواز نہیں اٹھا تا جو قید زندگی سے بھی آزاد کر دی گئیں۔ ان ننھی کلیوں کے لیے کیوں دو لفظ نہیں بولتا جو کچل مسل کر پیوند خاک کر دی گئیں۔ ان کمزوروں کا آخر کیا قصور تھا؟ مگر یہ سوال اب بہت پرانا ہو چکا ہے۔ ان مظلوموں کے قصور کا سوال ہم کب سے کر رہے ہیں اور شاید اس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک ہمیں اپنے جرم کا خود احساس نہیں ہو جاتا۔ وہی جرم جس کے بارے میں اقبال نے کہا تھا

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

مغربی تعصب اور اسلام دشمنی ان گذشتہ سات دنوں میں پھر کھل کر سامنے آ گئی۔ یورپ سے لے کر امریکا تک سب نے اسرائیل کے ان مظالم کے خلاف زبانی مذمتی بیان بھی جاری نہیں کیا۔ بلکہ امریکی صدر نے تو انگلینڈ کے دورے پر اپنا پرانا بیان پھر دہرایا کہ : "اسرائیل کو اپنی دفاع کا حق حاصل ہے"۔ اب سوچیے انتہا پسندی، دہشت گردی کی کھلی حمایت، نفرت اور تعصب کی اس سے بڑی مثال کیا ہو گی کہ ایک غاصب، جارح اور نہتے لوگوں کے قاتل گروہ کی ساری بد اعمالیوں کو دفاع کا عنوان دے کر سند جواز بخشا جا رہا ہے۔ مغرب کی آنکھوں پر چڑھی تعصب اور منافقت کی عینک میں نظر آنے والے جرائم ہمیشہ وہ ہوتے ہیں جو مسلمان کرے، غیر مسلم اقوام کے بڑے سے بڑے جرائم بھی اس اندھی عینک میں نظر نہیں آتے۔

چلیں مغرب کی تو بات ہی چھوڑ دیں، اپنی مسلم امہ کی جانب نظر اٹھائیں تو مصر کے محمد مرسی اور ترک وزیر اعظم کے علاوہ کسی نے ظلم کی اس داستان کو در خور اعتناء ہی نہ سمجھا۔ مذمت کے روایتی الفاظ میں بھی انتہائی احتیاط سے کام لیا گیا کہیں آقا کی طبیعت کو ناگوار نہ گزرے۔ صدر جمہوریہ، شاہ، امیر اور خلیفہ کہلانے والے 55 اسلامی ممالک کے سربراہان مملکت کنیزان حرم کی مانند سر خمیدہ کھڑے ہیں کہیں اسرائیل کے خلاف تیز زبان استعمال کرنے پر امریکہ کا عتاب نازل نہ ہو جائے۔ کوٹ ٹائی سے لے کر جبے قبے تک میں ملبوس یہ عالم اسلام کے سرخیل اس بے یار و مددگار دوشیزہ کی طرح سہمے کھڑے ہیں جو کسی جابر طاغوت کے دام میں پھنس گئی ہو۔ غزہ جل رہا ہے اور ڈیڑھ ارب مسلمان سراپا احتجاج ہیں مگر اسرائیل کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی، وہ حماس کے ایک میزائل کا جواب سینکڑوں بموں سے دیتا ہے، اس کے لہجے کی رعونت روز بروز بڑھتی جاتی ہے، فضائی حملوں کو مزید وسعت دینے اور زمینی آپریشن کا آغاز کرنے کی بھی اس کی دھمکیاں فلسطینیوں کو اور ڈرا رہی ہیں۔

اسرائیلی مظالم کی یہ کہانی کوئی نئی نہیں اس کو کئی عشرے بیت گئے ہیں، عالم اسلام میں سے سوائے چند ایک کے کسی نے بھی اسرائیل کے وجود کو ایک ریاست کے طور پر تسلیم نہیں کیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ عالم اسلام پر سکوت مرگ طاری ہے۔ عالم اسلام اب بھی متحد ہو کر اسرائیلی مظالم کی روک تھام کر سکتا ہے بلکہ فلسطینیوں کے دیگر مقبوضہ علاقے بھی اسرائیل کے قبضے سے چھڑا سکتا ہے۔ جو کام عاجزانہ درخواستوں اور احتجاجوں سے ہم کروانا چاہتے ہیں یہ محض عالم اسلام کے اتحاد سے ہو سکتا ہے۔ www.shahamat-urdo.com ویب سائٹ پر امارت اسلامی افغانستان کی جانب سے جاری کردہ موقف میں ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے بجا طور پر او آئی سی، عرب لیگ اور پورے عالم سے گذارش کی کہ کئی عشروں سے جاری اسرائیلی مظالم کے خاتمے کے لیے عالم اسلام متحد ہو کر کردار ادا کرے۔

امریکی جرنیلوں کی ذلت

شاہد

رواں افغان جہاد کی بدولت عصر حاضر کے قیصرو کسریٰ [روس اور امریکہ] کے غرور کی عمارت زمین بوس ہوگئی ہے اور 46 ممالک کی مشترکہ لشکر کشی بھی دم توڑ کر آخری ہچکیاں لے رہی ہے اور یکسر جنگ کا پلٹ دی ہے۔اس مقدس جہاد کی حقانیت اور کرامت کی نورانی کرنوں نے پہلے ہی سے تمام کفری قوت کی مصنوعی آنکھیں چوندیا کر رکھ دی ہیں۔جس کی وجہ سے اب نہ ان کے فوجی جرنیل اور نہ ہی کوئی سیاسی رہنما مستقبل کے سیاسی منظر نامے کا معقول جواز پیش کرنے کی سکت رکھتا ہے۔

پے در پے لغزشوں اور بھونچال نے ان کے حوصلے ختم کر کے ان کی کمر توڑ دی ہے۔ مسلح افغان جہاد کے معنوی نور کی اہمیت نے ان امریکی جرنیلوں کو اپنے عمل کی آگ میں جلادیا ہے جنہوں نے اپنے ملک کی کانگریس کے اعتماد کی رائے سے اپنی فوج کی کامیابی یقینی بنائی تھی،انہیں اس لئے اعتماد کی رائے دی کہ افغان مجاہدین سے میدان مارلیں گے اور امریکہ کا گراہوا گراف بلند کریں گے۔

مگر اے بسا آرزو کہ خاک شد

کے مصداق ان کے مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ اور اب ''کس قدر ناکامیاں لکھی ہیں میری قسمت میں'' کی رٹ لگائے ہوئے ذلت ورسوائی کی دلدل میں پھنستے جارہے ہیں۔

وہ کباب اور شراب کی پر تعیش زندگی میں کالی عینک سے یہ قضیہ دیکھ رہے تھے کہ جس سے ایک طرف امت مسلمہ کی امیدیں وابستہ تھیں تو دوسری طرف مغربی اتحاد کا بین الاقوامی سطح پر زندگی کا سوال تھا،حال ہی میں میڈیا شہ سرخیوں کے ساتھ یہ خبریں منظر عام پر لایا کہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس جو افغانستان میں امریکہ اور نیٹو فورسز کے سربراہ تھے اور گزشتہ سال دسمبر میں سی آئی اے کے چیف کا عہدہ سنبھال لیا تھا

اور شادی شدہ ہے،نے کسی عورت سے ناجائز تعلقات استوار کئے تھے،ان خبروں کے منظر عام پر آنے کے بعد انہوں نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دیا۔دوسری جانب امریکی میڈیا نے خبر شائع کی کہ ڈیوڈ پیٹریاس نے سی آئی اے کے اہلکاروں کو اپنے ایک خط میں لکھا تھا:

''باوجودیکہ میں 37 سال سے شادی شدہ ہوں اس کے باوجود میں نے ایک دوسری عورت سے تعلقات رکھنے کی غلطی کی،ایک شادی شدہ شخص اور سی آئی اے کے سربراہ کی حیثیت سے یہ میرے لئے مناسب نہیں تھا''۔

جنرل پیٹریاس 1952ء میں نیویارک میں پیدا ہوا اور اسی شہر میں بڑا ہوا،یہیں تعلیم حاصل کی۔1974ء میں ویسٹ پوائنٹ فوجی اکیڈمی سے فراغت حاصل کی۔2003ء میں پہلی مرتبہ عراق میں ۱۰۱ ہوائی یونٹ کے کمانڈر کے طور پر تعینات ہوا ۔ 2007ء میں عراق میں امریکی فوج کے سربراہ مقرر ہوا۔2010ء میں افغانستان میں امریکہ اور نیٹو فورسز کے کمانڈر کا عہدہ سنبھال لیا۔

کہا جاتا ہے کہ ان کی تقرری کے بعد افغانستان میں خفیہ آپریشنز میں اضافہ ہوا،اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملے بھی بڑھ گئے،چند دن بعد یہ خبریں بھی منظر عام پر آئیں کہ افغانستان میں نیٹو فورسز کے کمانڈر کی ناجائز تعلقات رکھنے کی تحقیقات ہو رہی ہیں۔جنرل جان ایلن پر سیکس سکینڈل کا یہ الزام بھی اس وقت سامنے آیا ہے جب چند روز قبل سی آئی اے کے ڈائریکٹر ڈیوڈ پیٹریاس نے بھی ایک عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات کا الزام ثابت ہونے کے بعد اپنے عہدے سے استعفیٰ دیا تھا۔

پیٹریاس جمعہ کے روز ایک عورت کے ساتھ خفیہ تعلقات رکھنے کے انکشاف کے بعد اپنے عہدے سے مستعفی ہوا۔امریکہ کے وزیر دفاع لیون پنیٹا نے ایک اعلامیہ میں کہا ہے کہ ایف آئی اے افغانستان میں جنرل ایلن سے تحقیقات کر رہی ہے۔ سی آئی اے کے سابق چیف پیٹریاس،امریکی جنرل جان ایلن اور کیلی کے عشق بارے نئے نئے انکشافات سامنے آرہے ہیں اور کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ سی آئی اے کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہنے والے سابق جرنیلوں نے کیسے کیسے گل کھلائے ۔اس بارے جو مزید انکشافات سامنے آئے ہیں ۔اس کے مطابق گزشتہ

چونکہ ہمارے مجاہد ملت ان بڑے مجرموں کے ساتھ مقدس جہاد میں مصروف عمل ہیں جو نہ صرف خود اپنے جرم کا برملا اعتراف کرتے ہیں بلکہ ان کے عوام بھی انہیں مجرم سمجھتے ہیں اور وہ اس صورتحال میں اس طرح حیوانی جمہوریت کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ جو نہ اسلامی اقدار سے موافق ہے اور نہ ہی مہذب انسانی دنیا کی تہذیب سے مناسبت رکھتی ہے۔

گرمیوں میں جب پیٹریاس اور اس کی بیوی ایک ایوارڈ شو میں شریک تھے تو اس موقع پر جنرل جان ایلن نے سی آئی اے کے ڈائریکٹر پیٹریاس کی بیوی کی بائیں گال پر ایک دوستانہ بوسہ دیا تھا۔ اس کے علاوہ جنرل ایلن ملٹری کی ویب سائٹ سے پیٹریاس کی بیوی کو فحش ای میلز بھی بھیجتا رہا ہے۔ سی این این کے ایک رپورٹر کے مطابق جنرل ایلن اور پیٹریاس کی بیوی کے درمیان جو خط وکتابت ہوئی وہ کم وبیش 20ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔

بلاشبہ مغربی دنیا میں اس طرح کے غیر اخلاقی اور ناجائز تعلقات جس میں طرفین کی رضامندی شامل ہو کوئی جرم نہیں، شراب اور فحش کلبوں کو بنانا ان کی طبعی ضروریات میں سے ہے یہاں تک ان کے مذہبی پیشوا بھی اپنے چرچ میں اس طرح کے ناجائز تعلقات اور جنسی تشدد کے واقعات میں ملوث پائے جاتے ہیں جن کی خبریں وقتاً فوقتاً منظر عام پر آتی رہتی ہیں۔ بدقسمتی سے وہ ایک آسمانی کتاب کے پیروکار بھی ہیں اس کے باوجود اس طرح کے جرائم میں ملوث ہوتے ہیں۔ یہاں تک ان کا پوپ بھی بچوں کے ساتھ جنسی تشدد میں ملوث پایا گیا ہے اور کئی بار انسانی حقوق کی تنظیموں نے اس کی مذمت بھی کی ہے۔

اس طرح مسائل کے بارے میں محترم امیر المومنین کا وہ رد عمل بہت بجا ہے جب سابقہ امریکی صدر بل کلنٹن اور مونیکا ویسکی کے درمیان ناجائز تعلقات یا زنا کا جو سکینڈل سامنے آیا اس پر انہوں نے کہا کہ اگر وہ یہاں [افغانستان میں]ہوتے تو ہم ضرور شریعت مقدسہ کی روشنی میں ان کو سنگسار کرنے کا حکم دیتے کیونکہ شریعت نے [شادی شدہ] زناکاروں کے لئے یہی سزا مقرر کی ہے۔

چونکہ ہمارے مجاہد ملت ان بڑے مجرموں کے ساتھ مقدس جہاد میں مصروف عمل ہیں جو نہ صرف خود اپنے جرم کا برملا اعتراف کرتے ہیں بلکہ ان کے عوام بھی انہیں مجرم سمجھتے ہیں اور وہ اس صورتحال میں اس طرح حیوانی جمہوریت کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ جو نہ اسلامی اقدار سے موافق ہے اور نہ ہی مہذب انسانی دنیا کی تہذیب سے مناسبت رکھتی ہے۔ وہ نہ اپنے خالق حقیقی کے احکامات مانتے ہیں اور نہ ہی مخلوق کا احترام کرتے ہیں۔ تو اس صورتحال میں مجاہدین کی کامیابی کی منزل قریب ہے اور انشاءاللہ ان وحشیوں کے ساتھ جاری مزاحمت فتح کی نوید ثابت ہوگی۔ جیساکہ ہم نے پہلے اس طرف اشارہ کیا کہ افغان جہاد نے نہ صرف استعمار کو شکست دی بلکہ دنیا میں اس کی دھاک اور شان وشوکت کو بھی ختم کردیا ہے ایسے جرائم سامنے لائے کہ جس سے ان کا اپنا سر بھی شرم سے جھک گیا اور انہیں دنیا کے سامنے رسوا کردیا، زنا مغربی دنیا میں عام معمول ہے مگر ان کو یہاں تک لانا کہ مذہبی گرفت کی بجائے ان کا انٹیلی جنس ادارہ آج سیکس سکینڈل کی تحقیقات کرکے (CIA) کے سربراہ کو اپنے عہدے سے ہٹادیتا ہے اور کابل میں جنرل کمانڈر کو ذلیل کردیتا ہے۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ان جرنیلوں نے مجاہدین کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ وہ ناکام ہوگئے ہیں۔ اب انہیں مختلف حیلوں بہانوں سے ہٹادیا جارہا ہے۔

یہ وہ جرنیل تھے جنہوں نے ہمارے ملک کی نوجوان خواتین کو بیوہ کیا، بچوں اور بوڑھوں کو بے دردی سے قتل کیا اور نہتی عورتوں پر فضا سے آگ برسائی۔

الحمدللہ آج وہ بدنامی، رسوائی اور ذلت کے ساتھ اپنے عہدے چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ یہ مظلوموں کی آہ تھی کہ وہ مغرور جرنیل جن کو لاکھوں فوجی سلوٹ کرتے تھے آج بڑی حسرت کے ساتھ اپنے عہدوں سے علیحدہ ہوکر راہ فرار اختیار کررہے ہیں اور مایوسی کے ساتھ اپنے دفتروں سے یہ کہتے ہوئے نکل رہے کہ:

نکلنا خلد سے آدم کا تو ہم سنتے آئے تھے
بڑے بے آبرو ہوکر تیرے کوچے سے ہم نکلے

امید ہے کہ آخرت کی سزا اس سے بھی شدید اور رسوا کن ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ اَكْبَرُ

تحریر: ابو عابد

رواں سال صوبہ پکتیامیں دشمن کے دو بڑے اڈوں کی تباہی

صوبہ پکتیاافغانستان کے جنوب مشرق میں ہے جس کی سرحدیں پکتیکا، غزنی، لوگر، خوست اور پاکستان کے کرم ایجنسی سے ملتی ہیں۔ جغرافیائی لحاظ سے پہاڑی علاقہ ہے۔ سلیمان غر [سلیمان باباپہاڑ] نے اس صوبے کی اسٹریٹجک اہمیت بڑھادی ہے۔ جس کی بناء پر صوبہ پکتیاہمیشہ جہاداور مزاحمت کا مضبوط مورچہ سمجھا جاتا رہا۔ روسی یلغار کے وقت بھی اسی صوبے کے زدران، زازئی اور زرمت علاقوں میں مضبوط جہادی مراکز تھے روسی افواج کبھی ان علاقوں کواپنے زیر کنڑول لانے میں کامیاب نہیں ہوئیں۔ روس اور امریکہ کے خلاف جہاد کے دو نمایاں شخصیات ''مولوی جلال الدین حقانی اور مولوی نصراللہ منصور'' کا تعلق اسی صوبے سے ہے۔ روس کی طرح امریکہ کے خلاف بھی پکتیامیں بعض اہم واقعات انتہائی کامیاب اور قابل ذکر ہیں۔ امریکی جارحیت کے دوران یہاں کے علاقے شاولیکوٹ سے مزاحمت کا آغاز ہواجس کے بعد صوبے کے طول و عرض میں جہاد کا نہ تھمنے والا سلسلہ تیز ہوتا چلاگیا۔ اب روزانہ دشمن کو بھاری نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ پکتیا کے ضلع ارمہ مکمل طور پر مجاہدین کے زیر کنڑول ہے جبکہ سید کرم، زرمت، شواک، گردہ سیڑی، منگلو اور زازئی کے بیشتر علاقے طالبان کے تسلط میں ہیں۔ ان اضلاع میں دشمن صرف ہیڈکوارٹرز تک محدود ہے۔

دو تباہ کن حملے:

پکتیامیں امریکہ کا سب سے بڑا فوجی اڈہ صوبائی دارالحکومت گردیز کے جنوب دولتزو علاقے میں ہے جو صوبے میں امریکیوں کا مرکزی کیمپ ہے، اسی کیمپ سے وہ آپریشن کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ ان کا دوسرا بڑااڈہ ضلع زرمت کے تعمیر بازار کے مشرق میں ایک پرانے مدرسے کی عمارت میں بنایا گیا ہے، اس میں غیر ملکی فوجیوں کی رہائش گاہیں، طیاروں کے ہینگرز اور افغان فورسز کی رہائش کے لئے بھی وسیع پیمانے تعمیرات کی گئی ہیں۔

رواں سال الفاروق آپریشن کے سلسلے میں پکتیامیں امریکیوں کے ان دونوں بڑے اڈوں پر شدید حملے کئے گئے۔ جس میں فوجی وسائل، عمارتیں، گاڑیاں تباہ اور متعدد سی آئی اے کے افیسرز اور فوجی اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ نیز رواں سال 1391ھ گردیز میں امریکیوں کے بڑے فوجی اڈے پر پچاس سالہ مجاہد انجینئر عبدالعزیز بابانے بارود بھری گاڑی سے استشہادی حملہ کر کے اڈے میں موجود فوجیوں پر قیامت صغریٰ برپا کی۔ انہوں نے اپنی مزدا گاڑی میں 7 ٹن بارودی مواد نصب کر کے اوپر سے لکڑیاں لاددیں، باہر دو چیک پوسٹوں سے گزر کر اڈے کے اندر داخل ہو کر ہولناک حملہ کیا دھماکہ اتنا شدید تھا کہ دور، دور تک اس کی آوازیں سنی گئیں۔ امریکیوں کے گوشت کے لوتھڑے اور بدن کے ٹکڑے قریبی گاوں میں بکھر گئے، درجنوں امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے، مہمان خانہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا جس کی تفصیلات میڈیا میں نہ آسکیں دھماکے کی شدت اور حیران کن تباہی کو دیکھ کر بڑے پیمانے پر نقصان کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

پکتیامیں امریکیوں کا سب سے بڑا فوجی اڈہ تباہ کرنے کرنے کے بعد مجاہدین زرمت میں دوسرے فوجی اڈے کو تباہ کرنے کی منصوبہ بندی کرنے لگے، 18 اکتوبر 2012ء کو صبح ساڑھے سات بجے ایک فدائی مجاہد ''صلاح الدین'' نے بارود سے بھری گاڑی کو اڈے کے اندر داخل کر کے استشہادی حملہ کیا۔ جس میں درجنوں ملکی اور غیر ملکی فوجیوں کو ہلاک اور زخمی کیا۔ اڈے میں قائم عمارتوں، گاڑیوں اور دیگر فوجی وسائل کو بھی تباہ کر دیا۔ ایک عینی شاہد نے الامارہ ویب سائٹ کو بتایا کہ حملے کے بعد اڈے میں کئی عمارتیں زمین بوس ہو گئیں، اسی دن شام تک کرین، بلڈوزر اور فوجی امدادی کارکن عمارتوں کا ملبہ اٹھانے اور لاشوں کو نکالنے میں مصروف رہے۔ ہسپتال ذرائع نے بھی کئی ہلاک اور زخمی فوجیوں کی تصدیق کی، سارا دن ہیلی کاپٹر اور ایمبولنسز ملبے کے ڈھیر سے نعشوں کو لے جانے میں مصروف تھیں۔ جانی نقصان کے علاوہ اڈے کے اوپر جاسوسی الات اور نگران کیمرے بھی تباہ ہو کر زمین پر آگرے۔ اڈے کے درمیان میں ریڈار اور ریڈیو انٹینا مکمل طور پر تباہ ہوئے۔ اڈے میں ''صدائے اتفاق'' کے نام سے ایک ریڈیو اسٹیشن بھی قائم کیا گیا تھا جو سارا دن فحش گانے نشر کرتا اور مختلف پروگراموں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوششیں کی جاتیں مگر حملہ کے بعد پھر کسی نے اس کی آواز نہیں سنی۔ سننے میں آیا کہ ریڈیو اسٹیشن اور اس میں کام کرنے والے سب ختم ہو گئے۔

امریکی حکام نے حملے میں صرف 25 افغان اہلکاروں کے زخمی ہونے کا اعتراف کیا جبکہ طالبان ترجمان نے مصدقہ اطلاعات کی بنیاد پر ذرائع ابلاغ کو خبر جاری کی۔۔۔۔ بقیہ صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمالیں۔

قاری احمد اللہ شہید رحمہ اللہ

مختصر سوانحی خاکہ

(شاہد غزنیوال)

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ شہداء کی قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔ تاریخ کا ہر ورق ان کے پاکیزہ خون سے معطر ہے۔ عالم اسلام کے ان جری سپوتوں نے ہمیشہ شجر اسلام کو اپنے خون سے سینچا، اس چمن کی آبیاری میں ہمیشہ خود کام آئے۔ جب بھی عالم اسلام پر کفر کی یلغار ہوئی نیل کے ساحل سے لے کر کاشغر کی سرزمین تک تاریخ کے یہ عظیم المرتبت لوگ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن گئے۔ حجاز سے لے کر فارس اور شام سے لے کر خراسان اور پھر مغرب ادنی تک شہداء اور غازیوں کے قافلے ہر جگہ اپنے دین کی سربلندی کے لیے پہنچے اور ہر سرزمین پر قربانیوں کی وہ لازوال داستانیں رقم کیں کہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی وہ تاریخ کے لیے قابل فخر سرمایہ ہیں۔ ان کے نام لیتے ہوئے آج بھی امت مسلمہ احساس ممنونیت سے سر جھکاتی ہے۔ ان کے تذکرے آج بھی ایمان افروز اور ایمان افزاء ہیں، ان کے ذکر سے روح کو آسودگی اور جذبہ جہاد کو تمازت ملتی ہے۔ انہیں شہداء کا احسان ہے کہ آج ہم دنیا میں سر اٹھانے کے قابل ہوئے ہیں۔ کوئی ہم سے پوچھے تو کہہ سکتے ہیں ہماری تاریخ میں عمر بن خطاب، حیدر کرار، خالد بن ولید، سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ بن الجراح اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم، نورالدین زنگی، صلاح الدین ایوبی، محمود غزنوی، عمر مختار، سید احمد شہید ایسے ہزاروں عبقری لوگ رہے ہیں، جن کے کارنامے پڑھ اور سن کر عقلیں دنگ اور زبانیں گنگ ہو جاتی ہےں۔ تاریخ میں ان کے تذکرے ہمیشہ تازہ رہیں گے۔

افغانستان بھی ہمیشہ سے شہداء اور غازیوں کا مسکن رہا ہے، اس مردم خیز مٹی نے اپنے دین اور وطن کو ایسے جری سپوت دیے جنہوں نے دین و وطن کی پاسبانی کی خاطر اپنا مال و تن، اولاد و اعزا سب داؤ پر لگا دیے۔ اس زرخیز مٹی نے ایسے جوہر پیدا کیے کہ جنہوں نے ہر دور کے سامراج کو منہ کے بل گرا کر دنیا کو ان کے شر سے نجات دلائی۔ ہر جابر طاغوت نے اس قطعہ ارضی کو اپنے زیر نگین لانے کی کوشش کی مگر ہر ایک کو منہ کھانی پڑی۔ دوسری جنگ عظیم سے پہلے جب دنیا پر برطانوی سامراج کا سکہ چلتا تھا اس وقت بھی برٹش سامراج نے افغان سرزمین پر قدم رکھے مگر غازی محمد اکبر خان، غازی محمد جان خان، میر مسجدی خان، ملا مشک عالم (انڈر) فاتح میوند ایوب خان اور میوند کی ملالہ یہ سب افغان مٹی کے فرزند ہی تھے جنہوں نے تاج برطانیہ کا سر پرغرور پیوند خاک کر دیا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد جب دنیا دو قطبی نظاموں میں تقسیم ہو گئی اس وقت دنیا پر سوشل ازم کا راج تھا، سوویت یونین کی سرخ یلغار کے سامنے ڈٹ جانے کی ہمت کسی کو نہ تھی امریکہ سمیت سارے مغربی اور مسلم دنیا پر خوف کا عالم طاری تھا، اور یہ سرخ سمندر تھا کہ جس کی بپھری ہوئی موجیں وسطی ایشیائی ریاستوں سے ٹھکراتی ہوئی افغانستان تک آ پہنچیں۔ روسی سامراجیت کو افغانستان میں آنے کے لیے راستہ فراہم کرنے والی وہ کمیونسٹ تنظیمیں تھیں جنہوں نے افغانستان میں روسی سوشل ازم کے لیے راستہ ہموار کیا۔ اس وقت بھی افغان سرزمین کے یہ سرفروش و جانثار بیٹے اٹھ کھڑے ہوئے اور کمیونسٹوں سمیت سوویت یونین کو بھی تباہی سے دوچار کیا۔ مولوی جلال الدین حقانی، مولوی شفیع اللہ شہید، ذبیح اللہ شہید، بلخی، صفی اللہ افضلی شہید، ملا موسی کلیم شہید، ملا مدد خان شہید، آدم خان شہید، لالا ملنگ شہید، ملا نسیم شہید، ملا عبدالرحیم حنفی شہید اور قاری عبداللہ دانش شہید یہ سب وہ عظیم المرتبت ہستیاں ہیں جن کی جدوجہد اور قربانیوں کی بدولت سوویت اتحاد کو شکست و ریخت کا سامنا کرنا پڑا، سوویت یونین افغانستان سے شکست کھا کر بھاگنے کی بجائے اسی مٹی میں پیوند ہو کر رہ گیا۔ افغانوں کی قربانیوں کے نتیجے میں دنیا بھر کو روسی جارحیت کے خوف سے آزادی مل گئی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج امریکہ برطانیہ اور تمام یورپی ممالک کو افغانوں کا ممنون احسان ہونا چاہیے کہ جنہوں نے دنیا کو سرخ ریچھ کے شکنجے سے آزادی دلائی۔

آج ایک بار پھر مغرب ہمارے مقابل ہے۔ امریکی قیادت کے پرچم تلے 48 ممالک سینوں پر صلیب سجا کر ہماری پاک سرزمین وطن پر ٹوٹ پڑے ہیں، اب کے بار پھر وہی منظر ہے، شہداء اور غازیوں کے قافلے ہیں، رجزیہ ترانے، حماسہ شاعری اور حدی خوانیوں کا شور ہے۔ تکبیر مسلسل سے فضائیں معمور ہیں۔ پرنور چہروں کے باکردار غازی ایک بار پھر کفر کے مقابل صف آراء ہیں، معرکے گرم ہیں، مقتل سج چکے ہیں اور زمین سے افلاک تک فرشتے قطار اندر قطار کھڑے شہداء کے

پاکیزہ ومعطر روحوں کو ساتھ لیے اعلی علیین کی جانب بڑھ رہے ہیں ۔ مسلسل قربانیوں، بے پناہ جد وجہد اور لامحدود محنتوں کا نتیجہ ایک بار پھر سامنے ہے۔امریکہ اپنے تمام اتحادیوں سمیت ہر گزرتے دن کے ساتھ شکست کی جانب بڑھ رہا ہے۔ ساری دنیا افغان کوہساروں کے بیچ ایک تیسرے سپر پاور کو زندگی کی آخری سانسیں لیتا دیکھ رہی ہے۔

ذیل میں ہم ایسے ہی ایک شہید قاری احمد اللہ شہید رحمہ اللہ کا تعارف وتذکرہ کریں گے جنہوں نے سامراج کے خلاف طویل جنگ لڑی اور بالآخر اسی جد وجہد آزادی میں اپنی جان بھی قربان کردی۔

تعارف:

قاری احمد اللہ شہید کے والد کا نام عبدالسلام تھا۔ صوبہ غزنی، ضلع خوگیانو کے گاوں قلعہ شادہ میں 1964ء میں پیدا ہوئے۔ان کا خاندان شروع ہی سے علمی خاندان رہا اس لیے قاری صاحب اپنے خاندان کے پہلے فرد نہ تھے جنہوں نے اس پر خار وادی میں قدم رکھا بلکہ اس خاندان نے اس سے قبل بھی آزادی کے راستے میں تکالیف جھیلی تھیں۔

مولوی عبدالحمید قاری احمد اللہ شہید کے بڑے بھائی تھے۔ان کا شمار ملک کے بڑے اور ممتاز علماء میں ہوتا تھا۔ قرآن کریم کے ترجمے اور تفسیر سے ان کو خصوصی شغف تھا۔ کیمونسٹ انقلاب کے ابتدائی ادوار میں موصوف کیمونسٹوں کو انتہائی مطلوب افراد کے صف اول میں سے تھے۔ بالآخر کیمونسٹوں ہی کی جانب سے قید کرکے لاپتہ اور پھر شہید کردیے گئے۔ انہیں دنوں ان کے دوسرے بھائی "مجروح" بھی کیمونسٹوں کی جانب سے شہید کردیے گئے۔

قاری احمد اللہ صاحب شروع ہی سے ذہین وفطین واقع ہوئے تھے۔ذکاوت وہوشیاری کی علامات ان کی پیشانی پر نمایاں تھے۔یہی وجہ تھی کہ ان کے والد نے ان کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ انہیں انتہائی کم عمری میں محلے میں موجود تعلیمی ادارے میں داخل کردیا۔

تعلیم وتربیت :

انہوں نے قرآن کریم کی ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں حاصل کی، چونکہ اس وقت افغانستان پر سویت یونین کا قبضہ تھا اس لیے انہوں نے دار الہجرت کی طرف ہجرت کی۔ ابتدائی دینی علوم انہوں نے پشاور دارالعلوم ہادیہ میں حاصل کیے، مزید علوم جنوبی وزیرستان کے مدرسہ ضیاء المدارس، کوئٹہ کے مدرسہ نور المدارس اسی طرح مدرسہ منبع العلوم کے علمی وجہادی مرکز میں حاصل کیے، مدرسہ منبع العلوم کے موسس معروف جہادی کمانڈر جلال الدین حقانی حفظہ اللہ ہیں، جہاں طلبہ کو تعلیم کے ساتھ جہادی تربیت دی جاتی ہے۔ اس مدرسے کے ہزاروں طلبہ نے سوویت یونین کے خلاف جہاد میں حصہ لیا۔

جہاد میں شرکت :

قاری احمد اللہ شہید رحمہ اللہ شروع ہی سے جہاد کا شوق رکھتے تھے۔ مدرسہ کی سالانہ تعطیلات میں ہر سال وہ روسیوں اور خلق وپرچم کے وطن فروشوں کے خلاف جہاد میں شرکت کرنے جاتے۔انہوں نے جہاد کی ابتداء معروف جہادی رہنما مولوی جلال الدین حقانی مدظلہ کی قیادت میں کی، بعد میں وہ اپنے علاقے آگئے جہاں روسیوں کے انخلاء تک وہ روسیوں کے خلاف مصروف جہاد رہے۔

قاری احمد اللہ شہید تعلیمی قابلیت کے ساتھ ساتھ عسکری تربیت کو بھی اہمیت دیتے تھے کیوں کہ شریعت کی حفاظت تو علمی قابلیت سے ہوتی ہے مگر اس حفاظت کی تکمیل کے لیے عسکری تربیت لازمی ہے۔ اس لیے تعلیم اور عسکری تربیت کو ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہونا چاہیے تاکہ جہاد فی سبیل اللہ میں دونوں کی رہنمائی حاصل رہے۔ مولوی جلال الدین حقانی نے روس کے خلاف جہاد کے دوران اپنے طلبہ اور مجاہدین کی تربیت اسی نہج پر کی۔ اس لحاظ سے قاری صاحب جلال الدین حقانی کے نمایاں شاگردوں میں سے ہیں جنہوں نے ان کے زیر سایہ علمی اور جہادی تربیت بھی حاصل کی اور عملی طور پر بھی اس کے لیے بے انتہا جد وجہد کی۔

روسی انخلاء کے بعد قاری صاحب دوبارہ اپنے تعلیمی سلسلے کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک بار پھر مدرسے میں پڑھنا شروع کیا۔ انہوں نے تعلیمی سلسلہ موقوف علیہ تک پہنچادیا، دیگر علوم وفنون کی تکمیل کے بعد اب وہ احادیث نبویہ کی کتابیں پڑھنے کی تیاری کررہے تھے۔

تحریک اسلامی طالبان میں شمولیت:

ابھی ان کے علم کی تکمیل کی خواہش پوری نہیں ہوئی تھی کہ ملک کے طول وعرض میں تنظیمی جنگجوؤں کے جنگوں کا آغاز ہوگیا۔ جس مقصد کے لیے 13 سال تک افغانوں نے جنگ کی مشکلات جھیلی تھیں وہ مقصد ان جنگجو

> "قاری صاحب کے مزاج میں توکل اور اللہ کی ذات پر بھروسہ بہت زیادہ تھا۔ بامیان میں رہائش کے دوران ہم ان کے ٹھکانے پر ان سے ملنے گئے تو (انتہائی سنگین حالات کے باوجود) قاری صاحب صرف ایک اور ساتھی کے ساتھ اپنے ٹھکانے پر موجود تھے۔ اسی طرح تخار میں جب وہ سیکیورٹی سربراہ تھے (تو باوجود اس کے کہ وہاں بھی فضا مجاہدین کے خلاف انتہائی سخت تھی) تب بھی وہ لوگوں سے عام میل جول رکھتے۔ جمعہ کی خطابت کے علاوہ بھی ان سے بیانات اور مواعظ کا سلسلہ جاری رکھتے۔ مسجد میں کھلے عام ملاقاتیں کرتے اور ان کے مسائل سنتے۔اور فرماتے تھے

رہنماوں کے ہوس اقتدار میں دب کر رہ گیا۔ان حالات میں ظلم وجبر کے خاتمے اور ملک میں حقیقی اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جب 15 محرم 1415ھ کو امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد نے تحریک اسلامی طالبان کا آغاز کیا تو گویا قاری صاحب کی دیرینہ مراد بر آئی۔انہوں نے اپنا تعلیمی سلسلہ ادھورا چھوڑ کر تحریک میں حصہ لیا، قاری احمد اللہ شہید رحمہ اللہ کا شمار تحریک طالبان کے ان محوری اور مرکزی شخصیات میں ہوتا تھا جنہوں نے عسکری اور انتظامی شعبوں کے تمام معاملات میں اپنی ذمہ داریاں پوری دیانت داری سے ادا کیں۔

تحریک میں ان کی ذمہ داریاں:

قاری صاحب چونکہ اعلی علمی،انتظامی اور عسکری خوبیوں کے مالک تھے اس لیے شروع ہی سے تحریک کے اکابرین کی نظر میں آ گئے تھے اور وقتاً فوقتاً تحریک کی قیادت کی جانب سے انہیں مختلف ذمہ داریاں سونپی جاتی تھیں۔

15 نومبر 1994 کو طالبان نے زابل فتح کیا۔اس صوبے کی سیکیورٹی امور کی بہتری کے لیے قاری صاحب کو اس صوبے کا سیکیورٹی سربراہ مقرر کیا گیا۔ قاری صاحب اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے دوران اپنے ساتھیوں اور علاقے کے عوام سے انتہائی دوستانہ تعلق رکھتے تھے۔انہوں نے صوبے کے مرکزی اور دور دراز علاقوں میں یکساں امن قائم کر رکھا تھا۔

2 ستمبر 1995 کو طالبان نے جنوب مغربی علاقے میں صوبہ نیمروز سے مخالفین کا قبضہ ختم کیا تو قاری احمد اللہ شہید کو نیمروز کا سیکیورٹی سربراہ مقرر کیا گیا۔ لیکن چونکہ دشمن سے لڑائی کا محاذ اس صوبے کی سرحد پر تھا اس لیے قاری صاحب زیادہ وقت محاذ میں خط اول پر گزارتے تھے۔نیمروز کے خط اول پر لڑتے ہوئے قاری احمد اللہ شہید رحمہ اللہ ایک مرتبہ مخالفین کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے اور کافی عرصہ جنوب مغربی علاقے میں مخالف رہنما تورن اسماعیل کے مرکزی جیل میں قید رہے۔ طالبان کی جانب سے ہرات کی فتح کے بعد انہیں جیل سے رہائی ملی اور وہ آزاد ہو کر قندھار کے سیکیورٹی سربراہ بنا دیے گئے۔انہیں دنوں جب وہ قندھار کے سیکیورٹی کے سربراہ تھے 28 نومبر 1996 کو طالبان نے کابل فتح کر دیا۔ کابل کی فتح کے بعد تحریک کے قائدین نے تمام حکومتی عہدیداروں کو بلا کر نئی تشکیلیں شروع کیں۔ قاری صاحب ابتداء ہی سے مجاہدین ساتھیوں اور تحریک کے قائدین میں ایک ذمہ دار اور وفادار مجاہد کی حیثیت سے مشہور تھے۔اس لیے انہیں وزارت داخلہ کا قلمدان سونپ دیا گیا۔پورے ملک کی سطح پر داخلہ امور کا سنبھالنا انتہائی مشکل کام تھا مگر انہوں نے انتہائی محنت اور جانفشانی سے یہ مشکل اور محنت طلب کام سرانجام دینے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

قاری صاحب انتظامی امور سنبھالنے کے ساتھ مسلح جہاد میں شرکت کے لیے اگلے مورچوں پر باقاعدگی سے جاتے تھے۔کابل کی فتح کے بعد جب مخالفین نے مل کر دار الحکومت کابل پر شدید حملہ کیا تو قاری صاحب نے کابل کے شمالی سرحد پر اگلے مورچوں اور خط اول پر رہ کر اپنے جہادی تجربے اور فطری شجاعت کا مظاہر کرتے ہوئے کابل کا دفاع کیا۔وزارت داخلہ کے بعد قیادت نے انہیں سب سے بڑے ریاستی انٹیلی جنس ادارے ”ملی امنیت“ کا سربراہ مقرر کر دیا گیا۔انٹیلی جنس ادارہ اپنی ذمہ داریوں کی بناء پر ایسا ادارہ ہوتا ہے جہاں ہر ایک کے ساتھ سخت اور کھر درا رویہ اختیار کیا جاتا ہے مگر قاری صاحب موصوف ایسی شخصیت تھی کہ ان حالات میں بھی کسی نے ان کو تند مزاج اور ترش رو نہیں پایا۔جب تک ادارے کے سربراہ رہے تب تک کسی نے ان سے کسی قسم کی شکایت نہیں کی۔انہوں نے کسی حال میں اپنا اخلاق نہیں چھوڑا۔اور مزید یہ کہ انٹیلی جنس سربراہ ہوتے ہوئے بھی اکثر اوقات کابل کے شمالی علاقے یا افغانستان کے شمالی زون میں میدان کارزار میں بسر کرتے، وہاں بھی خط اول کا کمان سنبھالتے۔اس سلسلے میں کابل کے شمال میں غوربند، صوبہ بامیان میں یکاولنگ اور شمالی علاقہ جات میں تخار کے محاذ قابل ذکر ہیں جہاں انہوں نے بھرپور داد شجاعت دی۔

قاری احمد اللہ شہید کی کوشش رہتی کہ مخالفین تک امارت اسلامیہ کا پیغام پہنچائیں اور لڑائی کے بغیر مخالفین کو مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر آمادہ کریں۔ان کی ان کوششوں کے نتیجے میں مرکزی علاقوں میں بہت سی رکاوٹیں کسی لڑائی کے بغیر دور ہو گئیں۔

صلیبی یلغار کے خلاف جہاد:

7،اکتوبر 2001ء کو صلیبی جارحین نے امریکہ کی قیادت میں افغانستان پر حملہ کر دیا، جس کے نتیجے میں مجاہدین شہروں سے نکل کر پہاڑوں میں روپوش ہو گئے تو قاری احمد اللہ شہید رحمہ اللہ نے بلا کسی تاخیر کے امریکہ اور اس کے حواری صلیبیوں کے خلاف مسلح جہاد شروع کر دیا۔انہوں نے بعض سیکیورٹی مصالح کی بناء پر صوبہ پکتیکا کو اپنا مسکن بنایا۔صوبہ پکتیکا دشمن کے انٹیلی جنس اداروں کے تعاقب کے پیش نظر انتہائی مناسب مقام تھا۔کیوں کہ قاری صاحب کا نام دشمن کے انتہائی مطلوب افراد کی فہرست میں سر فہرست تھا۔دشمن کا خیال تھا قاری صاحب کو گرفتار کر کے ہم مجاہدین کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر لیں گے کیوں کہ وہ اس سے قبل امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں انتہائی اہم عہدوں پر فائز رہے تھے۔امریکیوں کی یلغار کے بعد ان کی ساری توجہ اس بات پر تھی کہ مجاہد رہنماوں اور مرکزی شخصیات کو گرفتار یا شہید کیا جائے تاکہ یہ لوگ دوبارہ مجاہدین کو منظم نہ کر سکیں۔دشمن کے سخت دباو اور جاسوسی کے باوجود مجاہدین اپنے صفوں کو منظم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

لِيُحِقَّ الحَقَّ وَيُبطِلَ البَاطِلَ وَلَوكَرِهَ المُجرِمُونَ (8) الانفال

تعلیم و تعلم اور جہاد و حکومت میں سالوں کی محنت کے بعد راہ جہاد کا یہ انتھک مجاہد شوال 1422ھ بمطابق نومبر 2001ء شہید ہو گیا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجالٌ صَدَقُوا ما عاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضى نَحْبَهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَ ما بَدَّلُوا تَبْديلاً ۔سورہءاحزاب آیة(23)

ترجمہ: مومنین میں کچھ ایسے (مرد) بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچا کر دیا۔ان میں کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی اور ان میں سے کچھ ابھی تک انتظار کر رہے ہیں۔اور اپنے عہد میں انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

قاری احمد اللہ شہید رحمہ اللہ امریکیوں کو انتہائی مطلوب تھے۔اس سے قبل بھی پکتیکا اور خوست میں ان کو شہید کرنے کے لیے ان پر دو مرتبہ بمباری ہو چکی تھی جس میں اللہ تعالی نے انہیں محفوظ رکھا۔ تیسری مرتبہ پکتیکا میں ضلع ”نکی“ میں ان پر بمباری ہوئی جس میں وہ اپنے 6 ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔پکتیکا میں ان کا قیام مولوی طہٰ کے گھر میں تھا جو امارت اسلامیہ کے دور حکومت میں پکتیکا کے گورنر رہے تھے۔اس بمباری میں مولوی طہٰ کے گھر کے 12 افراد بھی شہید ہو گئے تھے۔

ان کی شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے مولوی طہٰ بتاتے ہیں:

قاری احمد اللہ شہید رحمہ اللہ نے امارت کے سقوط کے بعد پھر سے مجاہدین کو منظم کرنے اور امریکہ کے خلاف منظم محاذوں کی تشکیل کے لیے دن رات محنت شروع کر دی انہوں نے پکتیکا، پکتیا اور خوست کے تین صوبوں میں قبائلی سرداروں ، علاقائی رہنماؤں ، جہادی کمانڈروں ، علماء اور عوام سے مسلسل ملاقاتیں شروع کر دیں۔ان کی کوشش تھی کہ ایک بار پھر سے مجاہدین کو منظم کر کے امریکہ کے خلاف منظم جہاد کا آغاز کیا جائے۔پکتیکا ضلع نکی میں جہاں ہمارا گھر تھا انہوں نے مجھے کچھ ضروری جہادی امور کی انجام دہی اور کچھ ضروری پیغامات پہنچانے کے لیے صوبہ زابل میں ایک سابق جہادی کمانڈر کے پاس بھیج دیا۔ زابل پہنچ کر معلوم ہوا کمانڈر موصوف پکتیکا آگئے ہیں۔میں وہاں سے پکتیکا پہنچا اور قاری صاحب کا پیغام ان کو پہنچایا۔کمانڈر موصوف جن کے تعلقات کافی وسیع تھے انہوں نے اپنی معلومات کی روشنی میں بتایا کہ ”قاری صاحب سے کہہ دو امریکی بہت زیادہ آپ کی تلاش میں ہیں، کچھ دنوں کے لیے اپنی جہادی مصروفیات معطل کر کے گوشہ نشین ہو جائیں“۔وہاں کچھ متعلقہ امور سرانجام دینے کے بعد میں واپس قاری صاحب کی جانب روانہ ہوا تا کہ انہیں تفصیلات سے آگاہ کروں۔راستے میں ملا سیف الرحمن منصور سے بھی ملاقات ہو گئی، انہوں نے اطمینان دلایا کہ ” ہم نے تیاری کر لی ہے، قاری صاحب نے بھی الحمد للہ بہت کام کیا ہے۔ان شاء اللہ، اللہ کی مدد و نصرت سے ہم دوبارہ امریکی غاصبوں کے خلاف جہاد کا آغاز کریں گے“۔میں پکتیکا

> قاری احمد اللہ شہید رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں میں انتہائی بااخلاق، باکردار، صابر اور حلیم مشہور تھے۔ تکبر، غرور اور انانیت کی کوئی علامت ان میں نہ تھی۔ ہر ایک سے اچھے اخلاق اور نرمی کا برتاو کرتے۔لوگ ان کے اخلاق حسنہ سے بہت متاثر ہوتے۔ بچپن ہی سے ان کی فطرت ایسی بن گئی تھی کہ تقوی اور اخلاق ان کی فطرت کا حصہ بن گئے تھے۔

کی جانب روانہ ہوا راستے میں اپنے کچھ رشتہ داروں سے ملاقات کا ارادہ بھی تھا لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ سب ”نکی“ چلے گئے ہیں جہاں امریکی طیاروں نے بمباری کی ہے۔مجھے قطعی یہ خیال نہ آیا کہ یہ بمباری ہمارے گھر پر ہوئی ہو گی یا قاری صاحب اس بمباری میں شہید ہو گئے ہوں گے۔میں وہاں سے اپنے گاوں پہنچا، گاوں کے سڑک پر دکانوں کے پاس اپنی گاڑی روک کر میں گاڑی سے اترا تو گاوں والے روتے چلاتے میرے پاس پہنچے۔انہوں نے بتایا کہ تمہارے گھر پر بمباری ہو گئی ہے جس میں تمہارے دو بھائیوں مولوی جانان اور مولوی اسماعیل سمیت گھر کے 12 افراد شہید ہو گئے ہیں۔میں نے مہمانوں کا پوچھا انہوں نے بتایا کہ وہ بھی سب کے سب شہید ہو گئے ہیں۔

اس وحشیانہ بمباری میں قاری صاحب اور ان کے 6 ساتھی تو سب کے سب شہید ہو ہی گئے تھے۔میرے اہل خانہ بھی سب کے سب شہید ہو گئے تھے۔صرف میرے شہید ہونے والے بھائیوں مولوی جانان کا ایک بیٹا اور مولوی اسمعیل کی ایک بچی اتفاقیہ طور پر زندہ بچ گئی تھی۔وہ بھی اس طرح کہ بمباری میں ایک بم کے گرنے سے وہ دونوں مٹی میں زندہ دب گئے تھے جب کہ دوسرے بم کے گرنے سے مٹی ادھر ادھر ہٹ گئی اور دونوں زندہ سلامت باہر آگئے۔

گاوں والوں نے سب میتوں کی تدفین کر دی تھی، سہ پہر کو لوگوں کی بھیڑ کچھ کم ہوئی تو میں نے لوگوں سے پوچھا: قاری صاحب کی قبر کون سی ہے۔لوگوں کی نشاندہی پر میں نے دو ساتھیوں کی مدد سے قبر کی کھدائی شروع کر دی تا کہ قاری صاحب کی جسد خاکی کو ان کے آبائی علاقے غزنی کے ضلع خوگیانو منتقل کیا جا سکے۔قبر کھول کر میں نے تابوت کا ڈھکن اٹھایا تو دیکھا کہ قاری صاحب کا چہرہ پسینے سے شرابور تھا، ان کے مونچھوں میں بھی پسینہ ہوا تھا۔ان کے پیٹ پر زخم آئے تھے۔دونوں پاوں کٹ چکے تھے۔ان کے جسم سے عجیب سی خوشبو آرہی تھی۔تابوت باہر نکال کر میں نے گاڑی کا انتظام کیا اور چند ساتھیوں سے کہا آپ لوگ گاڑی کے ساتھ جائیں میں کسی اور راستے سے آجاوں گا۔اتنے میں قندوز کے مولوی یاسین بھی آگئے انہوں نے بتایا کہ ارگون کا راستہ مخالفین نے بند کر رکھا ہے۔ہر گاڑی روک کر

لوگوں سے آپ کے بارے میں پوچھا جارہا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ نہ جائیں ہم خود ساتھ چلے جائیں گے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ لوگ چلے جائیں میں کسی اور راستے سے آجاوں گا۔ میں "کلا لگو" تک پہنچا۔ ساتھی بھی قاری صاحب کی نعش کو لے کر وہاں آگئے۔ اتنے میں قاری صاحب کے ایک بھائی اور کچھ رشتہ دار بھی آگئے ۔ میں نے ان سے کہا کہ اس حادثے کی اطلاع کسی کو نہ دیں اور خاموشی سے قاری صاحب کی تدفین کردیں۔ میں وہاں سے واپس اپنے گاوں کی طرف لوٹ آیا۔ وہاں ایک گھر میں، میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک امریکی ہیلی کاپٹروں کی آوازیں آنے لگیں، یہ دو ہیلی کاپٹر تھے جنہوں نے گھر کے اطراف میں آکر لینڈنگ کی۔ جب تک ہیلی کاپٹر لینڈ کرتے اور امریکی اترتے میں گھر سے نکل کر پہاڑوں کی طرف چلا گیا۔ امریکی ہیلی کاپٹر سے اتر کر ہمارے تباہ شدہ گھر کے ملبے پر کچھ دیر تک گھومتے رہے ۔ پھر شہداء کی قبروں کی طرف گئے۔ قبروں میں بہت ڈھونڈا مگر قاری صاحب کے متعلق کچھ پتہ نہ چلا۔ تھوڑی دیر تک قبروں کے درمیان گھومنے کے بعد وہاں سے چلے گئے۔

قاری احمد اللہ شہید کی اخلاقی خصوصیات:

قاری احمد اللہ شہید رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں میں انتہائی بااخلاق، باکردار، صابر اور حلیم مشہور تھے۔ تکبر، غرور اور انانیت کی کوئی علامت ان میں نہ تھی۔ ہر ایک سے اچھے اخلاق اور نرمی کا برتاو کرتے۔ لوگ ان کے اخلاق حسنہ سے بہت متاثر ہوتے۔ بچپن ہی سے ان کی فطرت ایسی بن گئی تھی کہ تقوی اور اخلاق ان کی فطرت کا حصہ بن گئے تھے۔

تخار کے باشندہ مولوی عطاء الرحمن جو پشاور میں قاری صاحب کے ابتدائی اساتذہ میں سے تھے ان کا کہنا تھا کہ قاری صاحب بچپن ہی سے انتہائی امانت دار اور وفادار تھے۔ بچپن میں جب وہ بہت چھوٹے تھے اور مدرسے کے لیے گھروں سے وظیفہ جمع کرتے تھے، اس وقت بھی اگر کوئی ان کو روپیہ، اٹھنی یا چونی دیتا تو قاری صاحب قطعاً اس کو خرچ نہ کرتے بلکہ لا کر مدرسے میں جمع کر دیتے یا کسی اور طالب علم کو دیتے تھے، میں نے ایک مرتبہ ان سے کہا کہ یہ پیسے تو لوگ شخصی طور پر تمھیں دیتے ہیں تم دوسروں کو کیوں دیتے ہو؟ ان کا کہنا تھا کہ مجھے میری ماں نے نصیحت کی ہے کہ کبھی دوسروں کا حق اور حرام مال نہ کھانا۔

مولوی عطاء الرحمن نے مزید کہا کہ جب قاری صاحب وزیر داخلہ اور انٹیلی جنس سربراہ کی حیثیت سے ملک کے انتہائی بڑے عہدوں پر فائز تھے تب بھی وہ میری خیر خبر لینے میرے پاس آتے تھے، کافی عرصہ تک وہ میرے پاس آتے رہے یہ ان کی وفاداری کی بڑی دلیل ہے۔

مولوی محمد امیر جنہوں نے قاری صاحب کے ساتھ ایک ادارے میں کام کیا ان کا کہنا تھا کہ بامیان کی فتح کے بعد جب ہم اس علاقے میں تھے تو میں نے دیکھا کہ وہاں کے لوگوں میں قاری صاحب کا احترام بہت زیادہ تھا۔ لوگ انتہائی عقیدت سے آکر قاری صاحب سے ملتے اور ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے، انہوں نے قاری صاحب سے درخواست کی کہ اب ہمارے علاقے کے گورنر آپ خود بن جائیں اور اگر آپ خود نہیں بنتے تو ایسے کسی شخص کو گورنر بنائیں جو آپ کو پسند ہو۔

مولوی محمد امیر مزید کہتے ہیں کہ قاری صاحب رحمہ اللہ سے میرا تعلق مدرسہ نورالمدارس میں ہی قائم ہو گیا تھا۔ میں کافی عرصہ سے ان کو جانتا ہوں بلاشبہ وہ انتہائی نڈر مجاہد، باتقوی طالب علم اور امانت دار و وفادار ساتھی تھے۔ ان کی شہادت ہمارے لیے بہت بڑا نقصان ہے۔ وہ غزنی کے ضلع خوگیانو کے باشندے انتہائی ملنسار، تجربہ کار اور ہوشیار آدمی تھے۔ وہ متاثر کن افکار اور گہری سوچ کے مالک تھے۔

معروف جہادی رہنما اور داعی استاد محمد یاسر قاری صاحب کے متعلق فرمایا کرتے تھے "اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ صحابہ کرام کی زندگی کا مشاہدہ کرے تو وہ قاری احمد اللہ شہید کے ساتھ ایک لمحے کے لیے رہ کر ان کی روزمرہ زندگی کا قریب سے مطالعہ کرے۔

قاری صاحب اپنی مسؤلیت کے دنوں میں اکثر عرصہ بامیان میں رہے، بامیان کے اکثر علاقوں میں مجاہدین کے خلاف لڑائی چل رہی تھی، مخالفین نے یہاں کے عوام میں مجاہدین کے خلاف بہت سخت پروپیگنڈہ کیا ہوا تھا اس لیے یہ لوگ امارت کے خلاف شدید مزاحمت کررہے تھے مگر قاری صاحب کے حسن اخلاق اور حسن سلوک سے متاثر ہو کر بہت سے لوگوں نے امارت اسلامیہ کی مخالفت ترک کردی اور مجاہدین کی صفوں میں شامل ہوگئے۔ ان میں حزب وحدت اکبری گروپ کے سربراہ محمد اکبری بھی شامل تھے جو اپنے ساتھیوں، اسلحہ اور دیگر جنگی سامان سمیت امارت سے آملے اور امارت اسلامیہ کے آخر دور تک قاری صاحب کے زیر قیادت دشمن سے برسرپیکار رہے۔

امارت اسلامیہ کی حکومت کے عرصے میں جب محمد اکبری نے امارت اسلامیہ کے سامنے ہتھیار ڈالے تو میں اپنے کچھ صحافی دوستوں کے ساتھ کابل میں PC ہوٹل پہنچا جہاں اکبری صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔ پریس کانفرنس کے دوران میں نے اپنی باری آنے پر امارت اسلامیہ کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے اسباب کے بارے میں پوچھا تو ان کا کہنا تھا:

موجودیت اشخاص مجاہد و متورع امثال قاری احمد اللہ و تعامل اخلاقی انہا با آہالی منطقہ، از ارجحیت ہای بود کہ خودم بہ شمول ہمہ پیروانم تصمیم رفتم تا بامارت اسلامی یکجا و در پہلوی آنہا بہ ضد مخالفین امارت جبہہ گیری نمایم.

ترجمہ: قاری احمد اللہ جیسے متورع اور مجاہد صفت لوگوں کے اخلاق اور

اہل علاقہ سے ان کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر میں نے ارادہ کیا کہ امارت اسلامیہ کے ساتھ مل جاوں اور ان کے شانہ بشانہ مخالفین کا مقابلہ کروں۔

قاری صاحب نے امارت اسلامیہ کی صفوں میں جو کردار ادا کیا وہ کسی عسکری طاقت کے زور پر نہیں محض اپنے اچھے اخلاق کے بل بوتے پر ادا کیا۔ انہوں نے امارت اسلامیہ کے بہت سے مخالفین کو محض اپنے اخلاق سے امارت اسلامیہ کی صفوں میں لا کھڑا کیا۔ اس بارے میں مولوی عبدالسلام مسلم کہتے ہیں:

"مجھے یاد ہے ان دنوں بامیان کے گورنر مولوی محمد اسلام محمدی نے رئیس الوزراء ملا محمد ربانی سے ملاقات کے دوران قاری احمد اللہ کے حسن اخلاق کی بہت زیادہ تعریف کی تھی اور ملا ربانی سے کہا تھا: "قاری احمد اللہ کو مزید کچھ عرصہ بامیان میں رکھا جائے، مجھے یقین ہے تھوڑے عرصے میں مخالفین ان کے حسن سلوک اور اچھے اخلاق سے متاثر ہو کر دل سے امارت کا ساتھ دینے لگیں گے"۔

قاری صاحب انتہائی متوکل انسان تھے، ان کے توکل اور جذبہ فرض شناسی کے متعلق مولوی عبدالسلام مزید کہتے ہیں':

'قاری صاحب کے مزاج میں توکل اور اللہ کی ذات پر بھروسہ بہت زیادہ تھا۔ بامیان میں رہائش کے دوران ہم ان کے ٹھکانے پر ان سے ملنے گئے تو (انتہائی سنگین حالات کے باوجود) قاری صاحب صرف ایک اور ساتھی کے ساتھ اپنے ٹھکانے پر موجود تھے۔ اسی طرح تخار میں جب وہ سیکیورٹی سربراہ تھے (تو باوجود اس کے کہ وہاں بھی فضا مجاہدین کے خلاف انتہائی سخت تھی) تب بھی وہ لوگوں سے عام میل جول رکھتے۔ جمعہ کی خطابت کے علاوہ بھی ان سے بیانات اور مواعظ کا سلسلہ جاری رکھتے۔ مسجد میں کھلے عام ملاقاتیں کرتے اور ان کے مسائل سنتے۔ اور فرماتے تھے:

"اگرچہ ان خطرناک حالات میں عوام سے میل جول بڑھانا خطرے سے خالی نہیں مگر یہ ضروری بھی ہے۔ ان لوگوں میں امارت اسلامیہ کے خلاف سخت پروپیگنڈا کیا گیا ہے، ان کے ذہنوں میں سوالات ہیں جن کے جوابات دینا اور حل کرنا لازمی ہے'۔ "

غزنی کے ضلع ناوہ کے باشندے حاجی عبدالباری جنہوں کافی عرصہ قاری صاحب کے ساتھ گزارا وہ کہتے ہیں: قاری صاحب باوجود اس کے کہ وزارت داخلہ کے بڑے منصب پر تھے اور بڑی بڑی رقمیں حاصل کرنا ان کے دسترس میں تھا مگر انہوں نے کبھی دولت کی لالچ کو اپنے دل میں جگہ نہیں دی۔ ایک مرتبہ جب ہم پروان کے ضلع سیاہ گرد کے محاذ پر خط اول پر تھے۔ قاری صاحب ان دنوں مرکزی وزیر داخلہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس محاذ کے سربراہ بھی تھے، انہیں امارت اسلامیہ کی مرکزی قیادت کی جانب سے ایک خط موصول ہوا جس میں قاری صاحب کو وزارت داخلہ سے ہٹا کر انٹیلی جنس سربراہ منتخب کرنے کی اطلاع دی گئی تھی۔ خط ملتے ہی قاری صاحب نے محاذ کی ذمہ داری کسی اور ساتھی کو دی اور مجھ سے کہا: " چلو کابل چلتے ہیں"۔ انہوں نے اپنی گاڑی وہیں ساتھیوں کے پاس چھوڑ دی اور عوامی ٹرانسپورٹ میں پروان روانہ ہوئے۔ پروان پہنچ کر انہوں نے اپنے جیب ٹٹولے تو پیسے ندارد۔ میرے پاس بھی بس اتنی رقم تھی کہ گاڑی کا کرایہ ادا کرتا۔ گاڑی کا کرایہ ادا کرنے کے بعد میں نے ان سے کہا اب کابل تک کیسے پہنچیں گے؟ پھر انہوں نے پروان میں اپنے ساتھیوں سے قرض لے کر کابل تک پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر کیا۔ گاڑی میں بیٹھنے کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ اپنا اسلحہ چھپا کر رکھو تاکہ گاڑی والوں کو پتہ نہ چلے کہ ہم سرکاری عہدیدار ہیں اور وہ احساناً کرایہ لینے سے انکار کر دیں۔

حاجی عبدالباری مزید کہتے ہیں: قاری احمد اللہ شہید نیمروز کے سیکیورٹی امور کے سربراہ رہے۔ انہیں دنوں وہ دشمن کے ہاتھوں قید ہو گئے تھے۔ رہا ہونے کے کافی عرصہ بعد نیمروز ہی میں وہ شخص مجاہدین کے ہاتھوں قید ہو گیا جس نے ایام اسارت میں قاری صاحب پر بے انتہا تشدد کیا تھا۔ قاری صاحب بتاتے ہیں کہ "یہ شخص مجھے، مولوی عبدالجبار، ملا عبدالرحیم فرید اور مولوی عبدالباری سب کو ایک ہی زنجیر میں باندھ کر تشدد کرتا تھا"۔

قاری صاحب اس شخص کو مخاطب کر کے کہتے "ظالم! تم نے مجھے عمر بھر کے لیے زخمی کر چھوڑا ہے"۔ اس شخص نے ایک مرتبہ قاری صاحب کے سینے پر اس زور سے لات ماری تھی کہ قاری صاحب کا سینہ زخمی ہو گیا اور شہادت تک ان کے سینے میں درد کی ٹیسیں اٹھتی تھیں۔ قاری صاحب نے ان سے کہا کہ تم نے مجھ پر بے انتہا ظلم کیا ہے مگر میں تجھے کوئی سزا نہیں دوں گا، سزا دینے والی ذات اللہ کی ہے۔ انہوں نے دیگر مجاہدین سے بھی کہا کہ اس کو کچھ نہ کہیں، ساتھ ہی ایک تحریر بھی لکھ کر دی کہ اگر کوئی کچھ کہے تو یہ تحریر دکھائیں۔ اسے کہتے ہیں احسان، تبرع اور دشمن سے حسن سلوک۔

قاری صاحب ہمدردی، لطافت اور مہربانی کا مجسم نمونہ تھے۔ ان کے چہرے پر ہمیشہ ایک مسکراہٹ کھلی رہتی اور ہر کوئی ان کے اچھے اخلاق کا ممنون ہو جاتا۔ یہی وہ مفہوم ہے جسے اللہ تعالی نے اس آیت مبارکہ میں بیان فرمایا ہے: وَ لِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذينَ آمَنُوا وَ يَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَداءَ وَ اللَّهُ لا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ (آل عمران 140)

● ● ●

بات مان لینی چاہیے ناں!

محمد فرہاد جانباز

گذشتہ سو سالوں میں دوبارہ جیتنے والے بارک اوباما 303 الیکٹورل ووٹ حاصل کرکے دوبارہ ایسی ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدرِ نامدار منتخب ہوگئے ہیں، جس کی کل پچاس ریاستوں میں سے تین درجن کے قریب ریاستوں نے علیحدگی کا مطالبہ زور وشور سے بلند کرنا شروع کر رکھا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ مرکز کا اپنی مضطرب ریاستوں کے ساتھ ایسی پالیسیاں اپنانا ہے جس کو موافق حال نہیں گردانا جارہا ہے۔

اوباما کے دوبارہ بہ طور صدرِ امریکہ چنے جانے کے رد عمل کے طور پر طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے "الامارہ" ویب سائٹ پر اپنا بیان ریکارڈ کرواتے ہوئے امریکی صدر سے مطالبہ کیا ہے کہ: وہ اس زمینی حقیقت کو کھلے پیٹوں ہضم کرلے کہ امریکہ، افغانستان میں گیارہ سالہ بے نام جنگ مکمل طور پر ہار چکا ہے۔ اس میں رتی بھر بھی ان کی کامیابی اور فتح کی امید کا دور دور تک کوئی امکان نظر نہیں آرہا ہے۔ لہٰذا وہ اپنا بوریا بستر لپیٹ کر وہاں چلا جائے، جہاں سے آیا تھا۔ اور یہی وہ آپشن ہے، جس میں امریکہ کی بھلائی اور خیر وعافیت کا نوشتہ تقدیر پنہاں ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس بات میں کسی قسم کے شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی دوسری رائے اپنے لیے جگہ پیدا کرسکتی ہے کہ نیٹو خاص کر امریکن فوج بے سود افغان جنگ سے بہت ہی زیادہ دلبرداشتہ ہوکر اکتاہٹ اور بے زاری کا شکار گئی ہے۔

امریکی فوج اپنے گھروں کو جانا چاہتی ہے، وہ جان گئی ہے اس کروسیڈ وار میں سوائے اپنے جانی ومالی نقصان، تنصیبات کی بربادی اور آلات حرب وضرب کی تباہی کے کچھ حاصل نہیں ہورہا ہے۔ اسی لیے دل وجان کی وارفتگی کی جو کیفیت جنگ کے پہلے دنوں میں دکھائی دے رہی تھی، اب اس کا اتا پتا معلوم نہیں ہورہا ہے، وہ اب صرف اور صرف ایک سرکاری حکم اور اپنے اور اپنے اہل وعیال کے پیٹ کی آگ بجھانے کی مجبوری تلے دب کر ہاتھوں میں پکڑی گن کا رخ بے گناہ افغانوں کی طرف کیے ہوئے ہیں۔ تثلیثی پادریوں کے پڑھائے ہوئے سبق کو وہ انہی دو ہفتوں میں فراموش کرچکے تھے، جن دو ہفتوں میں صدر بش نے افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادینے کا دعویٰ کیا تھا جو بلاشبہ کسی انسان کو بہ ہر کیف زیب نہیں دیتا۔ اب تو ان کو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ جبکہ دلچسپ رپورٹ کے مطابق 2012ء میں امریکن فوج میں ریکارڈ خودکشی دیکھنے میں آئی ہے۔

امریکی صدر باراک اوباما نے اپنے دوبارہ چناؤ کے لیے دوسرے سیاسی گروں کی طرح کئی کامیاب چالیں چلی ہیں۔ جس کی وجہ سے آئے روز اپنے پیاروں کی لاشیں وصول کرنے والی امریکی قوم نے باوجود اس جاں گسل صورتِ حال کے باراک اوباما ہی کو سفید محل کی کرسی پر بٹھانے کو رضامند ہوگئی ہے۔ جن میں سے چند آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں۔

[۱] بزعمِ مغرب بالخصوص اسلام دشمن اور یورپ وامریکہ دوست طبقے کے ہاں ”دہشت گردی“ کا استعارہ بن جانے والے عالم اسلام کے ہیرو اسامہ بن لادن کے حوالے سے آپریشن جیمرونیمو۔

[۲] پھر اُسامہ آپریشن پر بنائی جانے والی فلمی دستاویز کی ایسے وقت میں ریلیز نگ، جب کہ گدھے اور ہاتھی کے درمیان کانٹے دار مقابلہ جاری تھا۔ اس فلم نے ڈیموکریٹک کے کالے گدھے میں اتنی جان پیدا کردی تھی کہ اس نے ایک ہی دفعہ کی ”دولتیوں“ سے ری پبلکن کے سفید ہاتھی کو ڈھیر کرکے رکھ دیا۔

[۳]عراق کے جہنم سے امریکی ماؤں کے بچے کچے سورماؤں کی واپسی اور اس کے اعلانات۔

[۴]ازلی وابدی بد قسمت یہودی قوم کے ساتھ ''امریکہ اسرائیل سیکورٹی کو آپریشن ایکٹ'' پر دستخط۔ جس کی وجہ سے امریکہ اس بد طینت اور ناسور کی حیثیت رکھنے والی متعصب قوم کو تحفظ کے ساتھ ساتھ F-35 اسٹیلتھ فائٹر طیاروں کی بھی فراہمی کرے گا۔ اس معاہدے کی بنیاد پر اوبامانے امریکہ بھر میں پھیلے ہوئے یہودیوں کی ہمدردی حاصل کر کے یک دم اپنے ووٹ بیلنس میں اضافہ کروالیاہے۔

[۵] آج جب کہ امریکہ میں بے روزگاری کی شرح دن بہ دن بڑے ہندسوں کو چھورہی ہے، امریکی صدر 20 ہزار کے قریب ملازمتیں دستیاب کر کے ایک بڑی تعداد میں ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔

[۶]امریکی صدر باراک اوبامانے صدارتی مقابلے میں پوزیشن معیشت کی بحالی کے بلند بانگ پُرتاثیر دعوے بلند کر کے بھی حاصل کی ہے۔

[۷]انہوں نے امریکی عوام کو یقین دہانی کروائی ہے کہ ہم نے امریکی میرینز کی افغانستان سے واپسی کی ٹائمنگ فکس کرلی ہے۔ جس کے مطابق دھیرے دھیرے امریکی افواج کو نکالتے رہیں گے اور 2014ءتک ملک افغانستان کا تمام تر کنٹرول مقامی حکومت کے ہاتھوں میں تھما کریوں مکمل کنارہ کشی کرلی جائے گی جیسے عیسائی راہب ترک دنیا کر کے غاروں میں جابیٹھے تھے۔

بہر حال! اب جب کہ اوبامادوبارہ صدر منتخب ہو ہی گئے ہیں تو انہیں طالبان کے مطالبے پر کان دھر کران کی بات مان ہی لینی چاہیئے۔ انہیں ایسی غیر حقیقی باتیں کرنا چھوڑ دینا چاہئیں کہ وہ افغان اقتدار کرزئی حکومت کو سونپ کر اپنا رختِ سفر باندھ لیں گے کیوں کہ اس روشن حقیقت کا یقینا اوباما کو بھی بھرپور ادراک ہوگا۔ کرزئی حکومت کی زندگی فقط امریکہ کی موجودگی کے سبب ہے۔ جب وہ افغانستان کو چھوڑ کر چلا جائے گا تو ظاہر ہے منطقی نتیجے کے طور پر کرزئی حکومت کے پھیپھڑوں کو امریکی موجودگی کی آکسیجن کی فراہمی خود بہ خود بند ہو جائے گی۔ تو یہی وہ غور کا مقام ہے جہاں دانش و عقل اور خرد کی خوبیاں رکھنے والے دماغوں کو فکر کے تانے بانے بُننے چاہئیں کہ بھلا ایک مردہ کیسے زندوں کی باگ دوڑ تھام کر انہیں شاہراہِ زندگی پر چلا سکتا ہے۔ لٰہذا دانش مندانہ فیصلہ اسی حقیقت کی کوکھ سے جنم لے گا۔ اگر امریکہ طالبان، بلکہ امارت اسلامیہ کو ایک جیتی جاگتی اور روشن حقیقت تسلیم کرلے اور ساتھ ساتھ اس رازِ عیاں کے سامنے بھی سرِ تسلیم خم کردے کہ امارتِ اسلامیہ کا افغانستان کے 95تا98 فیصد رقبے پر قبضہ ہے۔ اور صرف یہ ہی نہیں، بلکہ ان کے احکامات بھی نافذ ہوتے ہیں اور انہیں بہ رضاء ورغبت اور خوش دلی سے تسلیم بھی کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ ظاہر ہے امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ افغان عوام کے دلوں پر حکمرانی کرنے والی ایک پاک دل وپاک باز قیادت کا نام ہے۔ ایسی زمینی صورت حال میں امریکہ کو ایسی بچگانہ باتیں کرنا زیب نہیں دیتا۔ ویسے بھی ایک سمجھ دار انسان کو شرمندہ تعبیر نہ ہونے والے خواب تو سوتے میں بھی نہیں دیکھنے چاہئیں۔ چہ جائیکہ وہ جاگتے میں ایسے مضحکہ خیز سپنوں کے جال میں پھنس جائے ! ●●●

قال اللہ تعالیٰ فی کلامہ المجید:

أُذِنَ لِلَّذينَ يُقاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَ إِنَّ اللَّهَ عَلى نَصْرِهِمْ لَقَديرٌ○الَّذينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلاَّ أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَ لَوْ لا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوامِعُ وَ بِيَعٌ وَ صَلَواتٌ وَ مَساجِدُ يُذْكَرُ فيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثيراً وَ لَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزيزٌ○الَّذينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقامُوا الصَّلاةَ وَ آتَوُا الزَّكاةَ وَ أَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلَّهِ عاقِبَةُ الْأُمُورِ○ (الحج: 22/ 39تا 41

ترجمہ: ایسے لوگوں کو جہاد و قتال کی اجازت دی گئی کہ جن سے کافر لڑتے ہیں یہ اجازت اس لیے دی گئی کہ یہ لوگ بڑے مظلوم ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہے اور جن کی فتح ونصرت کا وعدہ کیا جارہا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے فقط اس وجہ سے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کیلئے نہ مٹاتا رہتا تو پہلے زمانہ میں راہبوں کے خلوت خانے اور نصاریٰ اور یہود کے عبادت خانے اور اس زمانہ میں مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا سب منہدم ہو چکی ہوتیں اور بے شک اللہ تعالیٰ مدد کرے گا اس شخص کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ زبردست اور غالب ہے اور ہم ایسے لوگوں کی مدد کریں گے کہ اگر ہم ان کو روئے زمین کی بادشاہت اور حکومت بھی دیں تو ہماری جادہ اطاعت سے ذرہ برابر منحرف نہ ہوں گے، نمازوں کو قائم کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور ہر برائی سے منع کریں گے اور تمام اُمور کے انجام کا اللہ ہی کو اختیار ہے۔

بے بس وغریب اسیران اسلام

تحریر: رحمت اللہ

علماء نے فرمایا ہے کہ اسیروں کو رہا کروانا مسلمانوں پر واجب ہے۔ چاہے مسلمانوں کی ساری کی ساری جمع پونجی اس راہ میں ختم ہوجائے۔ اس حوالے سے نبی کریم ﷺ کے بہت سارے ارشادات موجود ہیں۔ اور آپ ﷺ نے خود بھی مسلمان اسیروں کو رہا کروایا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے "باب فکاک الاسیر" میں حدیث ذکر کی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اسیروں کو رہا کرواو، بھوکوں کو کھانا کھلاو اور مریضوں کی عیادت کرو" بخاری کی مشہور شرح فتح الباری میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے " باب فکاک الاسیر "کے آخر میں لکھا ہے:"بمال او بغیر ہ " اور پھر ابن بطالؒ کے اس قول کو ذکر کیا ہے

"فکاک الاسیر واجب علی الکفایة وبه قال الجمهور"

ہم دور نہیں جاتے، فرعونیوں، نمرودیوں اور اصحاب الاخدود کی بات کرتے ہیں اور نہ کفار و مشرکین کے اس غیر منصفانہ سلوک کا ذکر کرتے ہیں جو انہوں نے ہمارے پیارے آقا ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ روا رکھا تھا۔ جب انہوں نے ایک صحابی کو پکڑ کر گرم تیل میں ڈالا اور کچھ ہی دیر میں ان کے بدن کا گوشت پگھل کر ہڈیاں الگ ہوگئی تھیں۔ چنگیز وہلاکو خان اور امیر تیمور کی ان داستانوں کو بھی بھول جاتے ہیں جس میں ان کے انسانی کھوپڑیوں کے مینار بنانے کا ذکر ہے۔ صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کے ساتھ جو طریقہ کار صلیبیوں نے اپنایا تھا اور ہسپانیہ میں اسلامی حکومت کے خاتمے کے وقت ہسپانوی عیسائیوں نے مسلمان قیدیوں کا جو قتل عام کیا تھا اس کو بھی تاریخ کا پرانا باب قرار دیتے ہوئے ذکر نہیں کریں گے۔ فرنچ اور اطالویوں نے مراکش سے لیبیا تک اپنے جن مقبوضہ علاقوں میں مغلوب قوموں کیساتھ جو ظلم کیا، ان ساری کارروائیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے ہم اس داستان تازہ کا ذکر چھیڑیں گے جس کو عالم اسلام نے اپنی کھلی آنکھوں سے سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی خاموشی اختیار کی ہے۔ جی ہاں! ان اسیروں کا جو آج کھلے آسمان تلے "واہ معتصماہ " کی سسکی آمیز صدائیں لگا رہے ہیں، جن کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔۔۔ اور بس۔۔۔ !!

معزز قارئین! اس پر فتن دور میں جہاں عالم اسلام مختلف قسم کی مصیبتوں اور مشکلات سے گزر رہا ہے وہاں مسلمانوں کی غفلت اور سستی بھی قابل حیرت ہے۔

موضوع کی لگام ہاتھ سے جانے دینے سے بچاتے ہوئے اپنی اس بات کی طرف آتا ہوں جس کے لیے قلم اُٹھایا ہے اور وہ ہے "بے بس وغریب اسیران اسلام "۔

کفار نے مسلمانوں کو ایذاء پہنچانے کیلئے اُن کے جوانوں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کو دنیا کے مختلف ممالک کی خفیہ جیلوں میں ڈال رکھا ہے اور ان پر ظلم کے ایسے ایسے پہاڑ توڑے ہیں جن کا شاید کوئی تصور بھی نہ کر سکتا

ہو۔ خاص طور پر افغانستان و عراق میں امریکہ کی سرپرستی میں شروع ہونے والی جنگ میں، لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو قید میں بند کیا گیا۔ جن میں سے اکثر کی زندگی بے سروسامانی کی حالت میں زندان کی تاریکیوں میں گزر رہی ہے۔

افغانستان میں بگرام، پل چرخی (کابل) سرپوزہ (قندھار) اور شبرغان امریکیوں کے مشہور جیل خانے ہیں، جن میں اب بھی ہزاروں کی تعداد میں مسلمان قید ہیں، اس کے علاوہ افغانستان کے ہر ہر شہر میں امریکیوں اور اتحادیوں نے جیل بنائے ہیں، جو کہ سب قیدیوں سے بھرے پڑے ہیں، یہاں تک کہ امریکی جب کسی مشکوک کو پکڑتے ہیں تو اس کو فوراً شہید کر دیتے ہیں کیونکہ اب اور زیادہ قیدیوں کو رکھنا اُن کی بس سے باہر ہے۔ ان زندانوں میں نہ تو کھانے پینے کا کوئی خاطر خواہ انتظام ہے اور نہ ہی تعلیم کا، نہ توسونے کیلئے بستر ملتے ہیں اور نہ ہی کسی عزیز ورشتہ دار اور والدین سے ملنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اگر دیتے ہیں تو بھی بعض مقامات پر اور وہ بھی بڑی تکلیف میں مبتلا کرنے کے بعد۔ اس کے علاوہ دوسرے ممالک جیسے عراق و فلسطین صومالیہ و چیچنیا کے مسلمانوں کے لیے بھی مختلف جگہوں پر کفار نے بڑے بڑے جیل خانے بنوا رکھے ہیں۔ چنانچہ اسرائیل کی زندانوں میں اب بھی 11 ہزار سے زیادہ فلسطینی قید ہیں۔ بد نام زمانہ زندان "گوانتا ناموبے" بھی امریکیوں نے مسلمان مجاہدین ہی کے لیے بنایا جس کے خلاف پوری دنیا مسلم اور غیر مسلم ممالک میں اس جیل کو بند کرنے کے مطالبے کیے گئے یہاں تک کہ امریکی ریاست فلوریڈا میں بھی اس جیل کے خلاف ایک بہت بڑا مظاہرہ ہوا۔ ان سب مخالفتوں کے باوجود امریکہ نے اس جیل کو بند نہیں کیا، گوانتا ناموبے زندان میں انسانی حقوق کے دعویدار امریکیوں نے ایسے مظالم کئے جس سے انسانیت شرما اٹھی ہے۔ وہاں سے رہا ہونے والے قیدی اس جیل کی عجیب وغریب اور ہولناک باتیں بتاتے ہیں۔ وہاں تفتیش کرتے وقت انٹیلی جنس اہلکار قیدیوں پر بہت سخت ظلم کرتے ہیں، جیسے قیدی کو گرم پانی میں ڈالنا، قیدی کو پیاسا اور بھوکا رکھنا، بار بار مختلف قسم کی سزائیں دینا، الیکٹرک کے شاکس کی اذیت میں مبتلا کرنا، قیدیوں پر خونخوار کتوں کو چھوڑنا اور ننگا کر کے تصویریں لینا اسی طرح اسلام کے مقدسات کی توہین کرنا، یہاں تک کہ قیدیوں کو قرآن کریم پڑھنے تک نہیں دیا جاتا۔

امریکیوں اور اتحادیوں کے بنائے ہوئے دیگر جیل خانوں کی صورتحال بھی گوانتا ناموبے سے مختلف نہیں ہے۔ عراق کے ابو غریب اور افغانستان کے قندہار اور بگرام جیلوں میں بار بار قیدیوں کے سامنے قرآن کریم کی توہین کی گئی جو کہ قیدیوں کے لیے بہت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ ان جیلوں میں بہت ساری مسلمان عورتیں بھی قید ہیں۔ ابو غریب جیل سے محمد بن قاسم کی بہن فاطمہ نے ایک خط مسلمانوں کے نام لکھ کر مدد چاہی تھی اس میں فاطمہ نے امریکیوں کی درندگی کے بارے میں لکھا ہے کہ مسلمانو! جیل میں ٹھونسے جانے سے قبل میں ایک باکرہ لڑکی تھی۔ اب یہاں امریکی درندے دن میں کئی بار مجھ سے اجتماعی زیادتی کرتے ہیں۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ اس ساری صورتحال کو عالم اسلام اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی عملی اقدام نہیں کیا جاتا، اس کے برعکس کفار کا رویہ یکسر مختلف ہے۔ فلسطین میں ایک مرتبہ حماس کے مجاہدین نے ایک اسرائیلی فوجی کو پکڑ لیا تھا، اس ایک قیدی کو رہا کرنے کے لیے اسرائیلیوں نے 24 دن تک غزہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور ہزاروں کی تعداد میں فلسطینیوں کو شہید کیا، پاکستان میں دو پاکستانیوں کے قاتل "ریمنڈ ڈیوس" کو جب حکومت نے گرفتار کیا تو امریکیوں کی بے چین حالت دیکھنے کے قابل تھی ان کو تب تک قرار نہ آیا جب تک انہوں نے ریمنڈ ڈیوس کو قید کے پنجرے سے نکلوا نہ دیا۔

میرے مسلمان بھائیو! عالم اسلام کے قیدیوں کے حالت بہت بری ہے۔ دنیا میں سینکڑوں کی تعداد میں جیلیں مسلمانوں سے بھری ہوئی ہیں، لیکن مسلمان غفلت کی نیند سو رہے ہیں، جب کہ سارے قیدیوں کی آنکھیں آج ہماری طرف اٹھی ہوئی ہیں، اور کسی محمد بن قاسم کی منتظر ہیں۔۔۔!!!

کفار کی طرف سے بنائے ہوئے جیل خانوں میں مسلمان قیدیوں، خاص طور پر افغانستان جیلوں میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم اور رواں جہاد میں قید ہونے والے مجاہدین وعام مسلمانوں کی صورتحال پر حال ہی میں امارت اسلامیہ افغانستان، اطلاعات وثقافت کمیشن کی جانب سے "دافغانستان زندانونہ اوناویلی حقائق" کے نام سے کتاب بھی شائع ہوئی ہے۔ جس میں بہت سارے حقائق اور عجیب وغریب انکشافات موجود ہیں، اس کو خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لیے دیں، پھر اپنے مسلمان بھائیوں کی اس حالت زار پر غور کیجئے اور فیصلہ کیجئے کہ ہم کر کیا رہے ہیں اور در حقیقت ہمیں کرنا کیا کرنا چاہئے؟

❖ ❖ ❖

حقیقی حکمران

گذشتہ عید کو ملک کے کچھ ایسے علاقوں کی جانب سفر کا ارادہ تھا جہاں ماضی قریب میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ سفر کا مقصد تو دور اور قریب کے رشتہ داروں اور دوستوں سے ملاقات تھی مگر جہاں ہمسفر ساتھی سفر سے محض عید کی خوشی میں لطف اندوز ہو رہے تھے وہاں ہم نے ملک کے مختلف علاقوں میں حالات کے اونچ نیچ کا مشاہدہ کیا۔ ملک کی اجتماعی صورتحال اور معاشرتی کیفیت کا قریب سے نظارہ کیا۔

ملک کی مجموعی صورتحال کیا ہے، ہمارا مجموعی معاشرہ کس طرف جا رہا ہے۔ کیا کیا تبدیلیاں آئی ہیں، نوجوان کس طرف جا رہے ہیں اور بڑے، بوڑھوں کا رجحان کس طرف ہے، یہ تو چلو الگ موضوع ہے بہر حال ہم نے چند دن کے اس مختصر سفر میں عوامی مشاہدہ میں یہ بات نوٹ کر لی کہ اس دھرتی کے اصل حاکم مجاہدین ہی ہیں۔ مجاہدین کے ساتھ لوگوں کی بے انتہاء محبت محسوس کی جاسکتی ہے۔

ایسے چند واقعات زیر نظر تحریر میں پیش ہیں۔

ایک پڑوسی کے گھر سے نکل کر گاوں کے راستے پر جا رہے تھے، راستے میں ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی جو گاوں کی طرف جا رہا تھا میرے ساتھی نے پوچھا: "کہاں جا رہے ہو؟" اس نے انتہائی بے دلی اور بیزاری سے کہا: "۔۔۔ماموں کے گھر تعزیت کے لیے، اس کے بیٹے کا انتقال ہو گیا۔"

وہاں سے آگے جا کر میں نے ساتھی سے کہا: "یہ جوان ایک میت کی تعزیت کے لیے جا رہا تھا پھر بھی انتہائی بے دلی اور بیزاری کا شکار تھا، جا تو رہا تھا مگر جیسے اس کا جی نہیں چاہ رہا تھا۔"

ساتھی نے کہا: "۔۔۔ماموں کا بیٹا افغان نیشنل آرمی میں تھا، گذشتہ دنوں ہرات میں طالبان کے ساتھ ایک جھڑپ میں مارا گیا، اس لیے لوگ۔ ماموں کی خاطر داری کے لیے تعزیت کے لیے آتے تو ہیں مگر انتہائی بے دلی سے آتے ہیں، ایسے لوگوں کی نماز جنازہ وغیرہ میں شرکت کرنے کو بھی کسی کا دل نہیں کرتا۔

بس انتہائی مجبوری میں شرکت کر لیتے ہیں کیا کریں۔ گاؤں، علاقہ اور قبائلی رسم و تعلقات قائم رکھنا بھی ناگزیر ہوتے ہیں

گاؤں کی بیٹھک میں دوپہر کے وقت ہم ڈرائی فروٹ کے ساتھ چائے پی رہے تھے، گاوں کا ایک شخص جو ایک مقامی پرائیوٹ کمپنی میں کام کرتا تھا اس نے اپنے کابل، وردگ، لوگر، غزنی، پکتیکا، اور پکتیا کے اسفار کے بارے میں مختلف واقعات سنائے جس میں طالبان سے محبت اور ان کے تشکر کا جذبہ جھلکتا تھا۔ اس نے کہا: "ایک مرتبہ ہم صوبہ پکتیا کے ضلع چمکنو سے صوبے کے دارالحکومت گردیز جا رہے تھے، آدھی رات کو راستے میں ایک جگہ طالبان کے گھات حملے کا سامنا ہوا۔ ہوا یہ کہ طالبان نے نیٹو رسد کی فراہمی کے ایک قافلے پر حملہ کیا تھا۔ ٹینکروں اور کینٹروں کو آگ لگا دی گئی تھی جس کے شعلے دور دور سے نظر آ رہے تھے۔ قریب پہنچ کر ہم نے گاڑی روک دی، ڈرائیور اتر کر جلتے ہوئے کنٹینر کے قریب کھڑے ایک مسلح مجاہد کے پاس گیا، اس نے شعلوں کی روشنی میں ڈرائیور کو دیکھ کر اشارہ کیا کہ آگ سے ذرا دور سڑک سے اتر کر کھیتوں کے درمیان سے آئے، ڈرائیور اس کے پاس پہنچا۔ اس نے آ کر گاڑی میں ایک نظر دیکھا اور کہا" کہاں جا رہے ہو؟" ڈرائیور نے کہا" گردیز" مجاہد نے بس اتنا کہا" چلو، جا سکتے ہو، اللہ نگہبان"۔ اور ہم آگے روانہ ہوئے۔

بیٹھے ہوئے لوگوں نے موضوع کو اور طول دیا اور اپنے اپنے واقعات سنانے لگے۔ ایک صاحب نے اپنی باری آنے پر کہا" علاقے کے کچھ لوگ ہیں جو مجاہدین سے ڈرتے ہیں، میں کہتا ہوں بڑی شاہراہوں اور بڑے مسافتوں میں اگر چوروں ڈاکوؤں سے محفوظ ہو جاو تو مجاہدین بالکل کچھ بھی نہیں کہتے۔ وہ اس دن بھی انہوں نے اُس پہاڑ پر امریکیوں پر فائرنگ کی اور اپنی راہ پر ہو لیے"۔ پھر میرے کاندھوں پر لٹکتے بالوں کی طرف اشارہ کر کے ازراہ مذاق کہا: "اور آپ لوگوں کو کیا غم تمہارے ساتھ

تو خود مجاہد ہے۔"

اگلے دن کچھ تعلیمی اداروں کے طلباء اور پروفیسروں سے ملاقات کا موقع ملا۔ ایک

بہت سے علاقوں میں کٹھ پتلی حکومت کے اہلکاروں کی جانب سے بے گناہ عوام کو قتل کیا جاتا ہے جو کسی ذاتی دشمنی کا شاخسانہ ہوتا ہے یا لوٹ مار کی غرض سے اور یا صرف اس لیے کہ اس کا الزام طالبان پر لگا دیا جائے مگر اب عوام سب جانتے ہیں کہ ایسے واقعات کا ظہور حکومت کی جانب سے زیادہ ہوتا ہے۔

پروفیسر صاحب نے کہا پولیس چوروں اور ڈاکوؤں کے ساتھ ملی ہوئی ہے، کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ پولیس والے خود چوروں کو بھاگ جانے کا موقع فراہم کرتے ہیں اور یا پہلے ہی سے اطلاع دے دیتے ہیں تاکہ کوئی اور انہیں گرفتار نہ کرسکے۔ ابھی کچھ دن پہلے ایک گھر میں کچھ لوگ اپنا تعارف پولیس اہلکاروں کی حیثیت سے کرواتے ہوئے تلاشی کے بہانے گھر میں داخل ہوئے اور جو کچھ انہیں پسند آیا اٹھا کر چلے گئے۔ اب پولیس اور چوروں میں فرق ہم کیسے کریں"۔

انہوں نے مزید کہا: "ہمارے لیے زیادہ بڑا مسئلہ دور سے مسلح لوگوں کو دیکھ کر یہ فرق کرنا ہوتا ہے کہ مجاہدین ہیں یا چور، کیوں کہ ہم نہیں چاہتے مجاہدین کو کوئی نقصان پہنچے، اگر ایک بار معلوم ہو جائے کہ یہ چور ہیں تو چوروں اور پولیس والوں سے نمٹنے کا طریقہ ہمیں خوب آتا ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر آپ نے کسی چور کو پکڑا اور وہ تھا اصل میں پولیس اہلکار تو بس پھر سمجھو تم نے نہیں، چوروں نے تمہیں پکڑ لیا ہے۔

عید کے تیسرے دن کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں امارت اسلامیہ کی جانب سے نشر شدہ تحریری مواد دیکھا جسے لوگ پڑھنے میں مصروف تھے۔

اسی طرح اور بہت سے مجالس اور محافل میں اندازہ ہوا کہ لوگ مجاہدین سے کتنی محبت کرتے ہیں اور جارح و قابض بیرونی اور اندرونی فوج سے کتنی نفرت کرتے ہیں۔

فکر و تخیل کے دھارے میں اس وقت میں کابل کے میڈیائی اداروں کی جانب پہنچا جو صبح شام طالبان کی شکست کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور عام لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ کرزئی حکومت کتنی کامیاب ہے اور طالبان کو کتنی سخت ہزیمت کھانی پڑ رہی ہے۔ ممکن ہے بہت سے لوگ اس پروپیگنڈے کا شکار ہو کر واقعتاً طالبان کو ہزیمت خوردہ سمجھتے ہوں مگر حقائق کا ادراک کرنے والے طالبان سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

تمیم بن اوس رضي اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الدين النصيحة، قلنا: لمن يا رسول الله ؟ قال: لله، ولكتابه، ولرسوله، ولأئمة المسلمين، و عامتهم. متفق عليه

ترجمہ: دین خیر خواہی کا نام ہے، ہم نے پوچھا کس کے ساتھ اے اللہ کے رسول، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ، اس کے رسول کے ساتھ، اس کی کتاب کے ساتھ، مسلمانوں کے بڑوں کے ساتھ اور عام مسلمانوں کے ساتھ۔

درج بالا حدیث پر عمل کرتے ہوئے جی چاہتا ہے کہ اپنے مشاہدات کا ذکر کروں، لیکن یہاں ایک بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اور صرف میرا ذاتی نقطہ نظر ہے اور میں اپنے نقطہ نظر کو سامنے رکھ کچھ سطور پیش کروں۔

جب عام مسلمانوں کی نگاہیں مجاہدین کی راہ تھک رہی ہیں اور اسلامی نظام کی حاکمیت کے قیام کے لیے وہ مجاہدین کے شانہ بشانہ نہایت صبر کے ساتھ دن رات مصائب کا سامنا کر رہے ہیں۔ تو مجاہدین کو بھی چاہیے کہ وہ عام مسلمانوں کو درپیش کچھ مشکلات اور مسائل حل کرنے کی کوشش کریں۔ یوں تو مسائل بہت زیادہ ہیں مگر میں نے ان میں سے تین ایسے مسائل منتخب کیے ہیں جن کا خاتمہ نہایت ضروری ہے۔

1: امریکی جارحیت کے بعد کرزئی حکومت میں چوروں اور ڈاکوؤں کو کھلا موقع میسر آگیا ہے اور ہر بد طینت شخص نے اس موقع سے خوب فائدہ اٹھایا ہے۔ اب موجودہ حالات میں چونکہ باہر سے آنے والے ڈالروں کا سلسلہ کچھ تھم گیا ہے اور حکومت میں شامل بدمعاشوں کو اب پہلے کی طرح اس چشمہ سے فیضیابی کا موقع نہیں ملتا اس لیے انہوں نے اب چوری، ڈاکہ زنی اور لوٹ مار کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ مختلف علاقوں میں مسلح چوروں کے جھتے نکل آئے ہیں اور وہ پولیس اور دیگر حکومتی اداروں کے تعاون سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ آدھی رات کو راستوں میں لوگوں کو لوٹا جاتا ہے۔ لوگوں کو اغواء کر کے مختلف عنوانات سے بھاری رقمیں لی جاتی ہیں۔ یاد رہے راتوں کو ڈاکہ زنی کے واقعات سے رات کے وقت مجاہدین کے گھات حملوں کے متعلق غلط اثرات پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ چور اور ڈاکو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ چوری کے یہ واقعات بھی مجاہدین کی جانب سے ہوتے ہیں۔ مختلف عنوانات سے اغوا برائے تاوان کرنے والے بھی مجاہدین کو بدنام کر رہے ہیں۔

2: بہت سے علاقوں میں کٹھ پتلی حکومت کے اہلکاروں کی جانب سے بے گناہ عوام کو قتل کیا جاتا ہے جو کسی ذاتی دشمنی کا شاخسانہ ہوتا ہے یا لوٹ مار کی غرض سے اور یا صرف اس لیے کہ اس کا الزام طالبان پر لگا دیا جائے مگر اب عوام سب جانتے ہیں کہ ایسے واقعات کا ظہور حکومت کی جانب سے زیادہ ہوتا ہے۔ البتہ ایک بم پھٹنے کے جو

واقعات ہیں اس کے متعلق شبہ پایا جاتا ہے۔ حالانکہ امارت اسلامیہ نے بار بار اس کی وضاحت کی ہے کہ یہ دھماکے مجاہدین کی جانب سے نہیں ہوتے اور تیکنیکی حوالے سے وضاحت بھی کی ہے مجاہدین کی جانب سے فٹ کیے جانے والے بارودی سرنگ مجاہدین کے قابو میں ہوتے ہیں اور عوام پر نہیں پھٹتے۔ اس وضاحت سے ہم مطمئن بھی ہیں۔ اطمینان کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے بارودی سرنگ دیکھے بھی ہیں اور بناتے ہوئے بھی اس کو کئی مرتبہ دیکھا ہے۔ بلکہ اب تو تقریبا ہر مجاہد کسی نہ کسی حد تک اس کے بنانے کا طریقہ جانتا ہے۔ اس لیے عوام کو یہ اطمینان دلانے کی ضرورت ہے کہ یہ دھماکے مجاہدین کے چھپائے بموں سے نہیں ہوتے بلکہ یہ دھماکے بھی کرزئی حکومت کے بدمعاشوں کی جانب سے ہوتے جس کا واحد مقصد عام لوگوں کو مجاہدین سے بدظن کرنا ہوتا ہے۔

3: یہ بات سب جانتے ہیں کہ افغانستان ایک مسلمان ملک ہے۔ اور صدیوں سے یہ غیور مسلمانوں کا مسکن رہا ہے۔ یہاں کے لوگوں نے ہمیشہ دین اسلام اور اپنی سرزمین کی حفاظت کے لیے تلوار اٹھائی ہے۔ اپنے جانوں پر کھیل کر دین کی حفاظت کی ہے۔ مگر اس بات سے بھی صرف نظر نہیں کیا جاسکتا کہ شیطان کے ابھارنے اور اغیار کے لالچ دینے پر شاہ شجاع ایسے بہت سے غدار بھی یہیں سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس لیے اس بات سے انکار تو نہیں کیا جاسکتا کہ مجاہدین کو ایسے لوگوں سے احتیاط کرنے کے لیے عام لوگوں سے گھل ملنا نہیں چاہیے مگر پھر بھی عوام سے اپنے تعلقات پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ مجاہدین بھی انہیں عوام میں سے نکلے ہوئے لوگ ہیں، پہاڑوں میں بسنے والے مجاہدین کے عوام کے ساتھ مضبوط رشتے ہیں۔ مگر ان رشتوں اور تعلقات کو وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ عوام کے رابطے کے لیے طریقے وضع کیے جائیں اور متبادل طریقے اپنائے جائیں، اس سے جہاں بہت سے لوگوں کے افکار میں روشنی آئے گی وہاں دشمنوں کی جانب سے پھیلائی گئی جھوٹی افواہوں اور خبروں کا بھی جواب ہوگا اور ان کے اثرات بھی کم ہو جائیں گے۔

ایک نظام کی حیثیت سے اگر بات کریں تو اور بھی بہت سی معروضات ہیں مگر یہ ایک شخص کے مشاہدے کا تذکرہ ہے۔ ان تین مسائل کا مختصر ذکر کچھ یوں ہے۔

چوری ڈاکے کی روک تھام اور مسلح چوروں کا خاتمہ، عام لوگوں کی ہلاکت اور عام لوگوں سے تعلقات میں توسیع۔

❖ ❖ ❖

مغربی کارندے مغربی تہذیب مسلط کرنا چاہتے ہیں

تحریر: زخمی افغان

حال ہی میں میڈیا نے رپورٹ دی کہ کرزئی حکومت کے ایک ادارے نے کابل میں بوڑھوں کے لئے [Old House رہائش گاہ] تعمیر کرنے کا اعلان کیا۔ ان کے بقول اس میں عمر رسیدہ افراد کی عزت محفوظ ہوگی۔ old House سننے میں بہت پرکشش اور معزز نام لگتا ہے، اس منصوبے کا عنوان اگرچہ جالب اور بھاری ہے مگر اس کا ہدف اور مقصد بہت گھٹیا، ناپاک اور غیر افغانی ہے جو ہمارے معاشرے سے کوسوں دور اور مخالف ہے۔ دراصل یہ ایک ہمارے اسلامی اور افغانی کلچر سے متصادم ایک مغربی تہذیب ہے۔

مغربی دنیا میں جب لوگ بوڑھے ہو جاتے ہیں تو ان کی اولادیں انہیں ولدیت کے حقوق دینے اور ان کی خدمت کرنے کی بجائے اضافی بوجھ سمجھ کر انہیں اولڈ ہاوس میں ڈالتے ہیں جہاں وہ بڑھاپے میں ذلت، غربت اور تنہائی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

مغربیوں اور ان کے کاسہ لیس نہیں جانتے کہ مسلمانوں پر مغربی تہذیب یافتہ دنیا کی طرح محبوب والدین بوجھ نہیں بلکہ مسلمان قوم بزرگ والدین کی خدمت کو نعمت خداوندی اور اپنے لئے باعث فخر وسعادت سمجھتی ہے۔ افغان مسلمان اسلامی تعلیمات پیغمبر ﷺ کے مطابق اللہ تعالی کی رضامندی کو والدین کی رضامندی میں ڈھونڈتے ہیں، مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے اور والدین کی دعا ہر پریشانی کا حل ہے۔

مغرب زدہ افغانی اس وقت اس کلچر کو مسلط اور عام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو پوری دنیا میں ناکام ثابت ہوا، یہ کلچر بوڑھوں کو سکون فراہم کرنے کی بجائے مشکلات سے دوچار کرتا ہے، بوڑھے تنہائی کے باعث احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں، دوستوں اور رشتہ داروں سے الگ ہو جاتے ہیں اسی وجہ سے انہیں مختلف قسم کی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ مغربی کارندوں کو افغان قوم پر مغربی تہذیب مسلط کرنے کا ایجنڈا دیا گیا ہے مگر ہم انہیں یاد دلاتے ہیں کہ اس طرح کی ناکام کوششیں پہلے بھی ہو چکی ہیں وہ کبھی بھی اپنے عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکے لہٰذا وہ افغانوں پر اسطرح کا بیہودہ کلچر مسلط کرنے سے باز آجائیں۔

سید سعید

جنگی جرائم (اکتوبر)

رواں سال 2012، 2اکتوبر کو اربکی ملیشیا نے صوبہ قندوز کے ضلع دشت ارچی کے مرکز کے قریب علاقے شر شری میں ایک مقامی شخص سردار محمد کو شہید کردیا۔

5اکتوبر کو صوبہ کاپیسا کے ضلع تغاب کے علاقے ادیزو میں جارح فوجیوں کی جانب سے داغا گیا مارٹر گولا نصر اللہ نامی شخص کے گھر پر آگرا جس میں ایک بچی شہید اور دوخواتین سمیت پانچ بچے زخمی ہوگئے۔

6اکتوبر کو صوبہ قندوز کے دارالحکومت کے مضافاتی گاؤں اندوجان میں ایک مقامی پولیس {اربکی} نے ایک خاتون کو چھرا گھونپ کر شہید کردیا۔ علاقے کے رہائشی لوگوں نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ قاتل اربکی نے مقتولہ خاتون سے ناجائز خواہش پوری کرنی چاہی، خاتون کے انکار پر اس نے انتہائی بے رحمی سے اسے مار ڈالا۔

10اکتوبر کو قندہار کے ضلع میوند میں میوند خیل کے علاقے میں جارح فوجیوں نے چھاپے کے دوران ایک شخص کو شہید اور 7 کو گرفتار کرلیا۔

12اکتوبر کو غاصب فوجیوں نے صوبہ غزنی کے ضلع شلگر و میں گاؤں زرین پر چھاپہ مارا۔ جارحین نے گھروں کی تلاشی اور لوگوں کو مالی نقصانات پہنچانے کے بعد تین بچوں اور ایک خاتون سمیت سات ملکی افراد کو شہید کردیا۔ غزنی کے گورنر کے ترجمان نبی جان نے مذکورہ واقعے میں ملکی نقصانات کی توثیق کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اس علاقے میں نمائندے بھیجے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ خارجی فوجیوں نے یہ کارروائی ان کو اطلاع دیئے بغیر کی تھی۔

12اکتوبر کو غاصب فوجیوں نے صوبہ اروزگان کے ضلع ہراوود کے علاقے غاڑو میں چھاپے کے دوران 3 مقامی افراد کو شہید اور 10 کو گرفتار کرلیا۔

13اکتوبر کو قابض فوجیوں نے صوبہ ہلمند کے ضلع دواشیر میں کوشتی سفید کے علاقے میں بمباری کرکے 3 افراد کو شہید کردیا۔

13اکتوبر ہی کو قابض فوجیوں نے صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد میں زرد کمر کے علاقے میں ایک گھر پر بمباری کی جس میں 3 مقامی افراد شہید ہوگئے۔

14اکتوبر کو صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک میں سیاہ جنگل کے علاقے میں داخلی فوجیوں نے 1 مقامی فرد ہاشم ولد تور ملک کو شہید اور 2 مقامی افراد کو گرفتار کیا

15اکتوبر صوبہ ہلمند کے ضلع ناوی کے علاقے ٹاٹاگانو کے گودر میں امریکی ہیلی کاپٹروں نے مقامی لوگوں کے ایک ٹریکٹر کو نشانہ بنایا جس میں ٹریکٹر پر سوار 15 ملکی افراد شہید ہوگئے۔ مقامی لوگوں کے کہنے کے مطابق مذکورہ ٹریکٹر میں سوار لوگ نقل مکانی کرتے ہوئے اپنا سامان کہیں لے جارہے تھے ۔حملے میں سوار لوگوں کے ساتھ ٹریکٹر بھی مکمل طور پر تباہ ہوگئی۔

15اکتوبر ہی کو قابض فوجیوں کے فضائی حملے میں صوبہ ہلمند کے ضلع ناوی کے علاقے عینک میں 3 بچے شہید ہوگئے۔ مذکورہ ضلع کے سیکیورٹی امور کے سربراہ احمد شاہ نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ مذکورہ بچے علاقے میں جلانے کی لکڑیاں چن رہے تھے کہ حملے کا نشانہ بن گئے۔

17اکتوبر کو قابضین نے ضلع زابل کے ضلع اتغر و میں زامی اور باگڑ کے دو گاؤں پر چھاپے کے دوران 1 مقامی فرد کو شہید کردیا۔

18اکتوبر کو کاپیسہ کے ضلع تغاب کے باباخیل کے علاقے میں گاؤں کے ایک گھر پر مارٹر کا گولہ پھینکا جس میں ایک خاتون شہید ہوگئیں۔ عینی شاہدین کے مطابق یہ گولہ علاقے میں موجود فوجی بیس سے فائر کیا گیا تھا۔

20اکتوبر کو ہلمند کے ضلع گریشک کے شورکی کے علاقے میں امریکی ہیلی کاپٹروں نے موٹر سائیکل پر سوار 2 ملکی افراد کو نشانہ بناکر شہید کردیا۔

21اکتوبر کو اربکیوں نے صوبہ فراہ کے ضلع رود کے شہر میں تاجروں حاجی

عبدالصمد، حاجی نعیم جان، ملا ابراہیم اور گل احمد کو دکانوں سے باہر نکال کر شہید کردیا۔ علاقائی لوگوں کے کہنے کے مطابق اس واقعے سے قبل ضلع کے دارستان گاؤں میں دو اربکی مارے گئے تھے، ان کے ساتھیوں نے اپنا بدلہ لینے کے لیے مذکورہ تاجروں کو شہید کردیا۔

21 اکتوبر کو امریکی فوجیوں نے لوگر کے ضلع برکی برک کے شیخو کے گاؤں پر مارٹر کے چار راونڈ فائر کیے۔ جس میں 6 بچے شہید اور 2 افراد زخمی ہوگئے ۔شہید ہونے والے بچوں کے نام یہ ہیں: حکیم ولد مرجان، عمر جان ولد عبدالغفار، رحمت ولد نواب، ظاہر ولد شمس، یار گل ولد صالح اور ہمایون ولد غازی یہ بچے شیخو گاؤں کے رہائشی تھے۔ جبکہ زخمی ہونے والد عبدالجبار ولد میران اور ظفر ولد حسن نوا آباد کے گاؤں کے رہائشی تھے۔

21 اکتوبر کو غاصب جارحین نے صوبہ اروزگان کے ضلع چہار چینو کے گاؤں خونی میں چھاپے مارے، مذکورہ گاؤں کے مسجد کے امام اور مسجد میں مقیم 6 طلبہ کو شہید کردیا۔

21 اکتوبر کو ہی اربکیوں نے صوبہ پروان کے ضلع سیاہ گرد کے جامع مسجد کے خطیب مولوی عبدالحمید صاحب کو شہید کردیا۔ خبر میں مزید کہا گیا ہے کہ مولوی صاحب عشاء کی نماز کے بعد گھر جارہے تھے کہ اربکیوں نے ان پر فائر کردی جس سے مولوی صاحب شہید ہوگئے۔

22 اکتوبر کو صوبہ زابل کے مرکز قلات شہر میں علاقے کے لوگوں نے خارجی فوجیوں نے کے خلاف ایک بڑی ریلی نکالی۔ مظاہرین ان 2 افراد کی شہادت پر مشتعل تھے جنہیں غاصب فوجیوں نے گرفتار کرلیا تھا اور پھر ملیزو کے علاقے میں انتہائی بے رحمی سے شہید کرڈالا۔ شہادت کے بعد ان کے جسموں کے نیچے بارودی سرنگ رکھ کر اڑادیا گیا۔ یاد رہے مذکورہ دو افراد ٹیلرز تھے جن کا تعلق قلات شہر کے سینک کے علاقے سے تھا۔ مظاہرین نے کابل قندہار شاہراہ بلاک کردی تھی اور کابل حکومت کے خلاف نعرے بازی کررہے تھے ۔اسی طرح مظاہرین کا کہنا تھا مقتول دو افراد کا کابل حکومت کے مخالفین سے کسی قسم کا تعلق نہیں تھا۔ صوبہ زابل کے کے گورنر شریف ناصری کہتے ہیں: "خارجی فوجیوں نے کہا کہ ان لوگوں کو ابتدائی تحقیقات کے بعد چھوڑ دیا گیا تھا ، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ان افراد کو شہید کردیا گیا ہے۔ خارجی فوجیوں نے یہ بھی کہا یہ دو افراد بارودی سرنگ نصب کررہے تھے اور ان کی ہلاکت اپنی بارودی سرنگ پھٹنے سے ہوئی تھی۔

23 اکتوبر کو داخلی فوجیوں نے صوبہ فراہ کے ضلع رود کے شہر بالابلوک کے علاقے کے ایک رہائشی عبدالقیوم کو گرفتاری کے بعد بلاوجہ شہید کردیا۔

24 اکتوبر کو قابض فوجیوں نے صوبہ ہلمند کے ضلع نکی میں زمینداور کے علاقے میں 3 ضعیف العمر افراد کو شہید کردیا۔ خبر میں مزید بتایا گیا کہ مقتول 3 افراد ،لرکن ناوی کے مزار گاؤں کے رہائشی 85 سالہ حاجی سیف الدین، آودارو گاؤں کے رہائشی 90 سالہ سعدالدین آکا، مزار گاؤں کے غفار آغا ہیں۔

30 اکتوبر کو صوبہ ننگرہار کے ضلع بتی کوٹ کے مضافات میں غاصبوں کی بمباری کے نتیجے میں 3 ملکی افراد شہید ہوگئے۔

ماخذ:

بی بی سی ریڈیو، آزادی ریڈیو، افغان اسلامی چینل، پژواک، بینوا ویب سائٹ ،روھی، لراوبر، نن ټکی اسیا]

♦ ♦ ♦ ♦

پہلے غازی ختم نبوت

حضرت نبی کریم ﷺ کے آخری زمانہ حیات میں یمن وغیرہ کے نگران حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ تھے۔ اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کیا اور اپنا جتھہ بنالیا، حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے اسود عنسی کو قتل کیا، اس لحاظ سے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ پہلے غازی ختم نبوت ہیں۔

شہریوں کے قاتل کون اور کیوں...؟!

افغانستان پر امریکی جارحیت کے بعد پراسرار مغربی خفیہ اداروں کے لیے افغانستان میں گھس کر اپنے مراکز قائم کرنے اور ٹھکانے پیدا کرنے کی راہ ہموار ہوگئی۔ یہی وجہ ہے کہ ان مغربی اداروں نے مقامی انٹیلی جنس اداروں اور ذرائع ابلاغ کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنے، فسادات کو ہوا دینے اور افغان عوام کو اقوام اور طبقات میں تقسیم کرنا شروع کر دیا ہے۔ تاکہ بعد میں انہیں اپنے مفادات کے حصول میں کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہ ہو۔

امریکہ، ناٹو اور اس کے دیگر اتحادیوں کے لیے طاقت کے بھرپور استعمال کے باوجود اپنے مفادات کا حصول ممکن نہ ہو سکا اس لیے اب انہوں نے انٹیلی جنس اداروں کے استعمال اور جاسوسی کے ذریعے جنگ لڑنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ "ڈیوہ ریڈیو" کی 24/اپریل 2012ء کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکی وزارت دفاع نے انٹیلی جنس اداروں کی ایک نئی اکائی پر کام شروع کر دیا ہے تاکہ جاسوسی نیٹ ورک کو مضبوط بنایا جاسکے۔ پینٹاگون کے ایک اعلی عہدیدار نے کہا: یہ نیٹ ورک CIA کے ساتھ مل کر کام کرے گا تاکہ فوج اور انٹیلی جنس اداروں کو آپس میں مربوط اور ان اداروں کو مضبوط رکھا جاسکے۔

دوسری طرف برطانوی روزنامہ ٹیلی گراف نے 17 اکتوبر 2012 کی اشاعت میں لکھا ہے کہ CIA نے ایک خاتون کو 2 لاکھ 50 ہزار ڈنمارک کے ڈالر اس مقصد کے لیے دیے کہ فلاں مجاہد سے شادی کر لو اور پھر اس کے متعلق ہمیں معلومات فراہم کرو۔ اخبار نے یہ واقعہ انتہائی تفصیل سے لکھا ہے۔

اس سال جہاد اور مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے کئی ایسی کارروائیاں کی گئیں جن سے مجاہدین کا کوئی بھی تعلق نہیں تھا لیکن پھر بھی اس کا الزام مجاہدین پر لگایا گیا۔ جس میں کچھ بے حمیت لوگوں کی جانب سے شمال مشرقی علاقوں اور جنوب مغربی علاقوں میں سکولوں کی طالبات کو بے ہوش کرنے واقعات شامل ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ساری کارروائیاں امارت اسلامیہ کو بدنام کرنے کے لیے مغربی ایجنٹوں کا کیا دھرا تھا۔ ان کارروائیوں میں سویلین لوگوں کا قتل عام بھی شامل ہے۔

اس سلسلے میں امریکی کالم نگار گورڈن ڈف نے اپنے ایک طویل کالم میں عجیب حقائق کا ذکر کیا ہے۔

http://www.veteranstoday.com/2012/09/02/breaking-afghanistan-americas-total-lie-war

ان کا کہنا ہے "ہمارے پاس اس بات کے شواہد ہیں کہ طالبات کی بے ہوشی اور خواتین کے ساتھ جنسی زیادتیوں کے واقعات امریکی خفیہ اداروں، ان سے وابستہ مافیائی گروپوں اور ان کے آلہ کاروں کی جانب سے منظم طور پر انجام پا رہی ہیں۔ اور بعد میں طالبان کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ تاکہ دہشت گردی کے جعلی مفروضے کو جاری رکھا جاسکے اور اپنے مقاصد حاصل کرتے رہیں۔"

مکار امریکی خفیہ ادارے مجاہدین کو بدنام کرنے کے لیے نئی سازش کے تحت اپنے آلہ کاروں کے ذریعے عوامی اجتماع گاہوں، جنازے کی نمازوں اور بازاروں میں بم دھماکے کر کے عوام کا قتل عام کرتے ہیں اور پھر اپنے نمائندے بھیج کر مرنے والوں سے تعزیت بھی کرتے ہیں، تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ یہ دھماکے طالبان نے کیے ہیں۔

امارت اسلامیہ اپنے عوام کو اطمینان دلاتی ہے کہ شہریوں کے قاتلوں کو کبھی معاف نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ نہ ہی امارت اسلامیہ کسی کو یہ اجازت دے گی کہ ہمارے ہموطنوں کو اذیت سے دوچار کریں۔ ظالموں کے حساب کا وقت قریب ہے۔ ہم اپنے مقدس جہاد اور اپنے مظلوم عوام کی خدمت کو جاری ساری رکھیں گے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ایک مضبوط مستقل اسلامی حکومت کا قیام نہیں ہو جاتا ایسی حکومت جس میں تمام افغانوں کو شمولیت دی جائے گی۔ یہ ہمارا وہ موقف ہے جو امارت اسلامیہ کی جانب سے نشر شدہ بیانات، لائحات عمل اور جناب عالی قدر امیر المومنین کے پیغامات میں واضح الفاظ میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ واللہ الموفق والمعین

اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے

ملا عبد الرحمن

دوسروں کی آزادی چھیننے والے مجسمہ آزادی کی سرزمین امریکہ پر بسنے والے تثلیث کے معتقد صلیبی سپاہیوں میں سے اگر کوئی عیسائی ایسا ہے، جو عقل ، شعور اور سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ وہ معتدل مزاج بھی ہو۔ وہ دن کو دن اور رات کو رات ، سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ اور حق کو حق اور باطل کو باطل کہنے کا قائل بھی ہو، تو پھر اس کو بے شمار مبنی بر حقیقت ضرب الامثال کی طرح اردو کی اس مشہور زمانہ ضرب المثل کی درخشاں سچائی پر بھی ایمان لانا ہوگا کہ "اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے"۔

موجودہ امریکی مجرم ضرور ہیں۔ ان کی دہشت گردی سے کسی امن پسند اور ظلم سے کسی انصاف پسند کو بھلا کیسے اور کیوں کر انکار ہو سکتا ہے؟! لیکن نہ جانے کیا بات ہے میرا وجدان کہتا ہے: موجودہ سیاہ و سفید فام امریکیوں کی جبلت، فطرت اور سرشت میں مجرمانہ، دہشت گردانہ اور ظلم بدنام زمانہ کے جو جراثیم پائے جاتے ہیں، ان کی جنم بھومی فرڈی نینڈ اور ازابیلا کے یہودی پٹھو کرسٹوفر کولمبس کا سازشی دماغ تھا ۔ اسی کے خون سے وائرس نسل در نسل آج کے امریکی باشندوں میں منتقل ہوتے جا رہے ہیں۔ یہ کوئی انہونا، انوکھا اور تعجب خیز وجدان نہیں ہے۔ اگر آپ ثبوت اور دلیل کے طلب گار ہیں تو "ہسپانیہ سے امریکہ تک" کی تاریخی لیبارٹری میں تشریف لے جائیں اور بحر اوقیانوس کے اِس پار اسپین کے کولمبس اور اسی اوقیانوس کے اُس پار امریکہ کے اوباما سمیت تمام صدور کے غلیظ خون کے ڈی این اے ٹیسٹ لے لیں ۔ نتیجہ دیکھ کر آپ چاہے انگشت بدنداں ہو جائیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ وجہ صاف ظاہر ہے "جبل گردد، جبلّت نہ گردد"۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وماَ اَصاَبکمُ من مُصِیبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَت اَیدِیکُم

(تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کا کیا دھرا ہے)

طوفان، زلزلے اور سیلاب یہ اس طرح کی تمام قدرتی آفات (بہ استثنائے قلیل) عذاب الٰہی ہوا کرتی ہیں ۔ یہ کسی ظالم اور ستم گر کے لیے پیغام تنبیہ یا پیامِ مرگ ہوتی ہیں۔ "سپر سینڈی" نے پورے امریکہ کو تباہی سے دوچار کر کے ایسی ویرانی میں نہیں تبدیل کیا، جس میں اُلّو بولا کرتے ہیں، اس وجہ سے تہہ در تہہ ذہن کے نہاں خانوں میں یہ خیال جنم لے رہا ہے کہ "شاید یہ سپر سینڈی خبرداری اور اتمام حجت کے لیے آیا ہے۔ گمان گزرتا ہے خدائی قانونِ مہلت کی یہ آخری ڈھیل ہے۔ اس کے بعد بھی اگر عقل و خرد کو بروئے کار نہ لا کر ہوش کے ناخن نہ لیے گئے تو پھر رسی کھینچ دی جائے گی۔ امریکہ کا صور پھونک دیا جائے گا، اور سینڈی اپنے پیچھے جن خس و خاشاک کو چھوڑے جا رہا ہے وہ بھی بہ زعمِ خویش سپر پاور یونائیٹڈ اسٹیٹ آف امریکہ سمیت تہہ آب چلے جائیں گے اور اوپر سے بحر اوقیانوس، بحر الکاہل سے بغل گیر ہو رہے ہونگے۔ اگر تب اردو کی ضرب المثل "خس کم، جہاں پاک"۔ میں معمولی سی ترمیم کر کے "امریکہ گم، جہاں پاک" کر دیا جائے، تو امید ہے اس لشکری زبان کے محافظ اردو کی طرح اپنے ظرف کو بھی وسعت دے کر اس تبدیلی کو خوش آمدید کہیں گے۔ یا پھر مذکورہ بالا ضرب المثل کے بہ طور متبادل امریکہ کو عین مشبہ بہ ٹھہرا کر صوتی وزن بہ حال کرنے کے لیے "امریکہ گم، دنیا پاک" کی ضرب المثل بھی گھڑی جا سکتی ہے۔

اطلاعات بتاتی ہیں کہ سپر سینڈی نے سپر پاور کی معیشت کو ایک کھرب ڈالرز سے زائد کا نقصان پہنچایا ہے۔ جس سے مشہورِ عوام محبت کی قینچی، قرض کی بیسا کھیوں کے سہارے اپنا وجود سنبھالے ڈالر کی فلک بوس عمارت دھڑام سے زمین بوس ہو کر زیرِ آب چلی گئی ہے۔ امریکی اقتصاد کی مہارتِ تامہ رکھنے والوں کے مطابق سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا جی ڈی پی 25 کھرب ڈالرز ہے۔ جب کہ سیلابی ٹھنڈک کی وجہ سے تجارتی اور پیداواری سرگرمیوں کو نمونیا ہونے سے مذکورہ علاقے کو یومیہ 10 ارب ڈالرز کے نقصان کا سامنا ہے۔ یونی ورسٹی آف میری لینڈ کے ماہر معاشیات پیٹر موریس نے تخمینہ لگایا ہے کہ امریکہ کے ساحلی علاقوں میں 35 تا 45 ارب ڈالرز کا نقصان ہوا ہے۔ معطل ہو جانے والی بجلی اور ریل سمیت نظامِ زندگی کو دوبارہ پٹری پر چڑھانے کیلئے مزید 36 ارب ڈالرز کے خرچ کا اندازہ ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق امریکی معیشت کو بنیادی نقصان بے نام جنگ کی بھٹیوں میں بے دریغ جھونکے جانے والے سرمائے کے ضیاع سے پہنچا ہے۔ جس سے بیت المال ویران ہوا۔ بینک دیوالیہ ہوئے اور بے مقصد جگہوں پر لٹائے گئے ڈالرز کی وجہ سے بے روزگاری میں خطرناک حد تک اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔

امریکہ میں ایک لیبر آرگنائزیشن کی رپورٹ اسی حقیقت کو ذرا مزید روشن کرتے ہوئے کہتی ہے "مجموعی طور پر بے روزگار امریکی باشندوں کی تعداد 30 لاکھ کے ہندسے کو چھو رہی ہے۔ سابقہ و لاحقہ قدرتی آفات سے مختلف ادارے بند ہونے کی

وجہ سے سرکاری اور نجی دفاتر سے دھتکار دیے یا تنگ آکر نکل جانے والے بھی بے روزگاروں کے جتھے کا حصہ بن رہے ہیں۔ وہ پلے کارڈ اٹھائے دربہ بدر، کبھی اِس کے در کبھی اُس کے در مارے مارے پھر رہے ہیں۔ انہوں نے پلے کارڈ پر لکھ رکھا ہے:

"AMERICA WANTST WORK "

اور یہ صورت حال کو لمبس کی "دریافت کردہ" سرزمین امریکہ کے لیے کریلا اور نیم چڑھا کے مترادف ہے۔ کہ یہی بے روزگار طبقہ ملازمت کی عدم دستیابی کی صورت میں چوری، ڈکیتی اور قتل وغارت گری سمیت نقضِ امن کا سبب بننے والے قسم ہاقسم کے خطرناک جرائم کی دنیا میں قدم رکھ دیتے ہیں۔

جب کہ دلچسپ خبروں کے مطابق کفن چوروں کی اس سرزمین پر اردو ضرب المثل "مرے کو ماریں شاہ مدار" کے نمونوں کی بھرمار ہے۔ قدرتی آفت سے تباہ حال امریکیوں کے گھروں میں پڑے قیمتی مال ومتاع کی "صفائی مہم" بڑی تیزی سے جاری ہے جس سے خانہ داروں کو ذہنی کوفت کا بھی سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ایک خبر کے مطابق طوفان کے بہ سبب خالی گھروں، دوکانوں اور پلازوں میں لٹیروں، چوروں اور ڈاکوؤں نے لوٹ مار کا بازار خوب گرم کر رکھا ہے۔ اس سے پولیس اور امدادی کارکنوں کے ساتھ رضاکاروں کے لیے نئی مصیبت پیدا ہوگئی ہے۔ اس پر وہ چیخ اٹھے ہیں " آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا" اب انہیں امدادی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ عوام کو تحفظ اور ان کے اموال کی حفاظت کی ذمہ داری بھی انجام دینا پڑ رہی ہے، طوفان سے منہدم ہونے والی عمارت میں امدادی کارروائی کے دوران پولیس نے ایک لٹیرے کو گرفتار کرلیا، جو عمارت سے مکینوں کے انخلاء کے بعد وہاں لوٹ مار میں مصروف تھا۔ تاہم عمارت بوسیدہ ہوکر گرنے کی وجہ سے پھنس گیا۔ جسے پولیس نے نکال کر گرفتار کرلیا۔ مجھے امریکیوں کی بے بسی اور مصیبت در مصیبت گرفتار ہونے پر یہ شعر یاد آرہا ہے:

ابھی توابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا = آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ادھر صنف نازک کے نام سے موسوم سپر طوفان "سینڈی" کے پانی میں بارک اوباما کے اقتدار کی ناؤ ڈانو ڈول ہو رہی تھی۔ امریکی صدر کے لیے اس طوفان نے سامانِ غم یوں تیار کیا، جو علاقے اوباما کے صدارتی انتخاب کی جیت میں فیصلہ کن کردار ادا کرسکتے تھے، وہ شدید متاثر ہوئے ہیں۔ اسی لیے ممکنہ کم ووٹنگ کی شرح اوباما کو ایک نئے اندیشے میں مبتلاء کیے دے رہی تھی۔ جب کہ اوباما کے روئے زیبا کو بہ غور دیکھا جائے تو کسی ہارے ہوئے جواری کے تصویرِ غم بن جانے والے چہرے سے کسی طور کم نہیں دکھائی دیتا۔ علاوہ ازیں سینڈی کی تباہ کن لہروں کی شدت کم ہوگئی ہے۔ صنفِ نازک کے نام سے متصف اس طوفان سینڈی کی کمر میں خمید گی پیدا ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے براعظم امریکہ کی زندگی دھیرے دھیرے معمول پر آتی جارہی ہے۔ اسی بنیاد پر سیاسی جغادری اوباما و منی اپنی انتخابی مہم جوئی کو دوبارہ فعال کر کے عوامی ہم دردی سمیٹنے میں مگن تھے۔ عالمی ماہرین موسمیات نے سینڈی کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ سب موسمیاتی تغیرات کے نتائج ہیں۔ جب کہ ایسے خوف ناک اور تباہ کن نتائج کو پیدا کرنے میں بڑا محرک صنعتی آلودگی ہے۔ اور امریکہ اسی وجہ سے یکے بعد دیگرے طوفانوں کا شکار بنتا آرہا ہے۔

جب کہ اسلامی دنیا سے تعلق رکھنے والے تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے۔ یہ طوفان عذابِ الٰہی ہے جو دوسری قوموں بالخصوص مسلمانوں کے ناحق خون کرنے کے انجام میں وہاں آوارد ہوا ہے۔ بہانے بہانے سے اہلِ اسلام کو دنیا سے نیست ونابود کرنے کی گھناونی حرکتوں کے مرتکب کے لیے یہ طوفان ایک تازیانہ خداوندی ہے۔ امریکا کی پوری تاریخ ہی اپنے مذموم مفادات ومقاصد کے حصول کے لیے جنگوں سے بھری پڑی ہے۔ اس نے ہمیشہ اپنے گھناونے عزائم کا سفینہ بالخصوص عالم اسلام کے خون ناحق کے دریا میں چلایا ہے۔

اکتوبر 2001ء والی اسلامی حکومت کے درپے ہوگیا ہے۔ امریکہ خدائی چراغ کو اپنی ناپاک سازشوں کی قابل گردن زدنی جسارت میں مصروف ہے۔ وہ آئے روز اظہار مافی الضمیر کی آزادی کا ڈھنڈورا پیٹ کر گستاخی رسول کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اسلامی شعائر، مقامات مقدسہ کی توہین اور تضحیک کا مجرم ہے۔ اس نے نائن الیون کے بعد ایسی کوششوں میں ایڑی چوٹی کا زور لگادیا جس کے نتیجے میں امریکا کو اسپین ثانی بنایا جاسکے۔ لیکن اٹل حقیقتوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ "وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ" (اور وہ کفار مکر وفریب کرتے ہیں اور اللہ بھی تدبیر کرتا ہے بس بہترین تدبیر ساز اللہ ہی ہے) اللہ کا قانون مکافات ایک اٹل حقیقت ہے جس سے منہ موڑے رکھنے کے جرم میں امریکہ کو یہ بُرے دن دیکھنا پڑ رہے ہیں۔

اگرچہ یہ خیال بھی ذہن کے تاریک گوشوں میں چراغ سحری کی مانند جل رہا ہے کہ بعض محققین اواخر دسمبر 2012ء کی قربت کی مناسبت سے اس طوفان کے ڈانڈے آرمیگاڈون میں وقوع پزیر ہونے والی ممکنہ تباہی سے ملائیں گے۔ اور سینڈی کو ابتدائے عشق سے تعبیر کرتے ہوئے عالمی تباہی کی شروعات میں جگہ دینے کی کوشش کریں گے۔ لیکن یہ بات اپنی جگہ مسلم الثبوت ہے کہ یہ امریکہ کے اپنے ہاتھوں کے کیے افعال قبیحہ کا بھیانک انجام ہے اور شاید یہ لاسٹ وارننگ تھی، جو ارض وسماء کے رب منصف اعلیٰ کی طرف سے دی گئی تھی کیوں کہ ظلم کا پانی سر سے اونچا ہوگیا تھا۔ اور جب ظلم کا پانی سر سے گزر جائے تو پھر خدائی قانون پاداش گردش میں آجاتا ہے۔ تب ساری کی ساری خاکی خدائیاں اور سائنسی پھرتیاں دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب کائنات رنگ وبو کے گوشے گوشے میں یہ اعلان گونج رہا ہوتا ہے۔ "لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْم " آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟

فلسطین پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری اور مسلمان نوجوانوں کا کردار

حسن زوی

رواں سال کے 16 نومبر کو اسرائیل نے ایک مرتبہ پھر درندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزہ پر اندھی بمباری کر کے 18 نہتے فلسطینی مسلمانوں کو شہید اور درجنوں کو زخمی کر دیا فلسطین پر حملوں کے سلسلے میں یہ چوتھا حملہ تھا۔ فلسطینی صدر محمود عباس نے اس اور دیگر واقعات میں مظلوم فلسطینوں کی شہادت پر اقوام متحدہ کے سیکرٹری سے شکایت کی اور بانکی مون کو رسمی طور پر اسرائیلی مظالم سے آگاہ کیا انہوں نے بھی ان واقعات کی مذمت کی بجائے تحقیقات کا حکم دیا۔ امریکہ کی وزارت خارجہ کے ترجمان نے فلسطینی مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے دفاع کا حق رکھتا ہے اور یہ حملہ بھی اپنے دفاع کے لئے کیا ہے۔

امریکہ کی جانب سے اسرائیل کی یہ درپردہ حمایت پہلی مرتبہ نہیں بلکہ وہ گزشتہ سات دہائیوں سے اسرائیل کے شانہ بشانہ کھڑا ہے، غیر مشروط طور پر اسرائیل کے ہر ظلم کی حمایت کر رہا ہے، مظلوم فلسطینیوں پر اسرائیل کی وحشیانہ اقدام کو اس کا اپنے حق سے تعبیر کر کے انہیں مزید ظلم کرنے کے جواز کا سرٹیفیکیٹ فراہم کرتا ہے، امریکہ نے اقوام متحدہ میں سب سے زیادہ ویٹو کا حق استعمال کیا ہے اور وہ بھی اسرائیل کے مظالم کی تائید میں۔ دنیا جانتی ہے کہ تین دہائی قبل 1982ء میں لبنان کی سرزمین پر شتیلا اور صابرہ مہاجر کیمپوں میں اسرائیل نے ظلم کی تاریخ رقم کرتے ہوئے 6 ہزار فلسطینیوں کو انتہائی بہیمانہ طریقے سے فضائی حملے میں شہید کر کے انسانیت کا قتل عام کیا تھا۔ مسلمان تو کیا غیر مسلم دانشوروں، محققین اور لکھاریوں نے اس کی شدید مذمت کر کے آج تک وہ اپنے مقالوں اور کالموں میں اسرائیل کے ان عظیم مظالم، ناجائز اور انصاف کا قتل قرار دیتے ہیں مگر امریکہ نے حسب روایت اس وقت بھی اسرائیل کی درپردہ حمایت کا اعلان کر کے اسرائیل پر بین الاقوامی دباؤ کا مقابلہ کیا اور اس وقت اسرائیل کے زیر دفاع ایرل شیرون (جس کو دنیا میں اپنے بدترین مظالم کی سزا مل رہی ہے اور گزشتہ سات برس سے حالت نزع میں ہے، نہ مرتا ہے اور نہ ہی صحت یاب ہوتا ہے) کو اس جنایت سے بری کر دیا تھا۔

اسرائیل کے حالیہ مظالم پر امریکہ کی حمایت اور نام نہاد اقوام متحدہ

کی تحقیقات کا اعلان اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ مسلمان دشمن اقدامات میں کھلم کھلا اسرائیل کی حمایت میں حد سے زیادہ آگے جا رہے ہیں ہر کوئی جانتا ہے کہ امریکہ اسرائیلی مظالم کی حمایت میں سند جواز فراہم کرتا ہے اور اقوام متحدہ نے بھی اپنا کردار ادا نہیں کیا ہے۔

دہشت گردی کے خلاف میپل گرافٹ نامی بین الاقوامی ادارہ[جس کا مرکزی دفتر لندن میں ہے]نے حال ہی میں ایک رپورٹ شائع کی جس میں واضح کیا ہے کہ امریکہ اسرائیلی جارحیت کی حمایت کر رہا ہے جس کے باعث مسلمانوں کا اعتماد اقوام متحدہ سے بھی اٹھ رہا ہے۔رپورٹ میں یہ بھی بتایا ہے کہ امریکہ کو ایران کے ایٹمی مواد نظر آ رہا ہے اور واویلا کر رہا ہے مگر اسرائیل کے سینکڑوں ایٹمی ہتھیار کیوں نظر نہیں آ رہے جو کسی بھی وقت دنیا کی تباہی کا سبب بن سکتے ہیں۔یہ سوال بھی اپنی جگہ صحیح ہے کہ بانکی مون،صدر اوباما اور مغربی ممالک کے حکام ملالہ یوسفزئی پر حملے کے خلاف سراپا احتجاج بن گئے،انسانی ہمدردی کو بنیاد بنا کر ان کی چیخ و پکار سے دنیا بھر میں ایک کہرام سا مچ گیا۔مگر غزہ پر اسرائیل کی وحشیت کو نظر انداز کر کے وہ کیوں خاموش ہیں ؟۔غزہ پر اسرائیل کے حملوں میں اب تک سو سے زائد مسلمان عورتیں ،بچے اور بوڑھے شہید ہو گئے ہیں ،ان وحشیانہ اقدامات پر وہ کیوں خاموش ہیں؟ کیا غزہ کے رہائشی انسان نہیں ہیں؟ یا ان کا خون بہانا اسرائیل کے لئے جائز اور مباح ہے ؟۔ان کا خون کیوں اتنا سستا ہوا ہے ؟اگر امریکہ اسرائیلی مظالم کو روک نہیں سکتا تو کم از کم خاموش تو نہ رہے۔کم از کم اسرائیل کی حمایت تو نہ کرے۔آخر غزہ کے نہتے،مظلوم اور خالی ہاتھ مسلمان عورتوں ،بچوں اور نوجوانوں کے قتل عام کو کونسی دلیل کی بنیاد پر جائز قرار دے کر اسرائیل کو اپنے حق کی دفاع کا راگ الاپتے ہو؟

حماس نے امریکہ کی اس غیر معقول دلیل پر مایوسی کا اظہار کیا،حماس نہیں چاہتی کہ دنیا میں اس کے مخالفین زیادہ ہوں۔اسی وجہ سے تو رد عمل کے اظہار کے موقع پر بھی بہت احتیاط سے کام لیتا ہے،حماس کے ترجمان نے امریکہ کے خلاف جارحانہ زبان استعمال نہیں کی مگر یہ سوال اٹھایا کہ اگر امریکہ اور اسرائیل کو اپنی دفاع کا حق ہے تو فلسطینیوں کو اپنی دفاع کا حق کیوں نہیں ؟اگر اسرائیل ہم پر حملہ کرتا ہے تو ہمارے پاس جنگ کے علاوہ کونسا راستہ باقی ہے ؟

یہودی قوم اپنی انہی کرتوتوں کے باعث ایک حیوان صفت قوم میں تبدیل ہو گئی ہے ۔وہ اپنی ترقی اور بقا دوسری اقوام خصوصا مسلمانوں کے مٹانے میں سمجھتی ہے،یہ وہ قوم ہے جو چار ہزار سال سے دوسری تمام اقوام سے نفرت کرتی رہی ہے،ان کی خود ساختہ مذہبی کتاب تالمود میں واضح طور پر لکھا ہے کہ ”ہر یہودی اپنے مفادات کی خاطر کسی غیر یہودی کو قتل کر سکتا ہے“۔

سچ یہ ہے کہ اسرائیل کا واحد علاج حماس کا جاری جہاد ہے، ہمیں نہ امریکہ اور مغربی ممالک سے خیر کی امید ہے اور نہ ہی مسلم حکمرانوں سے مضبوط موقف اپنانے کی توقع ہے،،دنیا کے تمام مسلمانوں کی نظریں افغانستان میں غیر ملکی افواج کے خلاف طالبان کے مقدس جہاد پر لگی ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ طالبان کے اس جہاد کی کامیابی سے مسلمانوں کے تمام مسائل حل ہو جائینگے،وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر فساد کی جڑ امریکہ افغانستان میں ہزیمت اٹھا کر نیست و نابود ہو جاتا ہے تو اس سے فلسطین سمیت تمام محکوم مسلم اقوام سکھ کی سانس لیکر چین سے رہ سکیں گے۔

مسلم نوجوانو! افغانستان میں اللہ نے بہت اچھا موقع دیا ہے تاکہ دنیا کے اس اژدہا کا سر کچل دیں امریکہ یا برطانیہ جانا بہت مشکل ہے اس لئے یہاں افغانستان میں آسانی سے ان پر وار کر کے مسلمانوں کا انتقام لیا جا سکتا ہے۔آیئے!اس مقدس جہاد میں حصہ لیکر شرعی ذمہ داری نبھائیں۔اس جاری جہاد کو مضبوط، کم عرصے میں دشمن کی شکست کو یقینی بنا کر دنیا کو ان کے شر سے بچائیں۔

رات دن کی نعمتوں کا شکریہ

جس نے درج ذیل کلمات صبح کو کہے اُس نے اُس دن کی نعمتوں کا شکرادا کر دیا، جس نے شام کو کہے اُس نے اُس رات کی نعمتوں کا شکرادا کر دیا۔[(ابوداؤد: ۶۹۲]

اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَۃِ اَوْبِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ

ف: شام کو جب مذکورہ دعا پڑھیں تو ما اصبح کی جگہ ما امسی پڑھیں باقی دعا اسی طرح رہے گی۔

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات: صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	ایجنٹوں کے مقتولین	ایجنٹوں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات: مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
-1	قندہار	142		66	33	167	74	80	3	4	1
-2	ہلمند	186		103	72	234	112	90	18	8	
-3	غزنی	50		18	9	88	67	24		2	
-4	خوست	28		2	1	30	28	9			
-5	نورستان	10				10	5	1			
-6	میدان وردگ	52	1	40	27	63	54	34	1		1
-7	کونڑ	59		10	11	74	42	13	3		
-8	پکتیکا	24		18	7	31	5	11			
-9	زابل	61		3	2	57	23	19			
-10	لوگر	45		12	9	44	25	12	2	5	
-11	کاپیسا	9				9	17				
-12	روزگان	40		1		43	23	14	1	4	
-13	پکتیا	33		9	2	29	35	8			
-14	فراہ	17		3		40	14	23	1	4	
-15	کابل	9				2	3	5			
-16	ننگرہار	58	1			54	58	28	5		1
-17	لغمان	34				45	51	6	1	7	5
-18	ہرات	38		9	2	36	22	22	1	6	
-19	نیمروز	50		5	2	90	59	14			
-20	بادغیس	16		4	5	38	46	12	4	3	
-21	قندوز	3		5	2	5	3	3		1	
-22	بغلان	15				18	12	20			
-23	فاریاب	20				67	36	16	1	1	
-24	غور	5				4		2			
-25	پروان	14				24	8	5			
-26	تخار	3				2		1			
-27	سمنگان	2				1	1	13			
-28	بدخشان	4				3				6	
-29	بامیان	3				5		1			
-30	بلخ	4				8	7				
-31	سرپل	3				2			1	1	
-32	دائی کنڈی	9				26	15	4			
-33	جوزجان	3				4	2	1			
-34	پنج شیر	1					3	1			
مجموعہ		1050	2	308	184	1353	850	492	42	52	8

دشمن کے گرائے جانے والے طیارے: 1-لوگر میں ایک ہیلی کاپٹر 2 –روزگان میں ایک ڈرون طیارہ۔